

تیری ہجرتوں کا ملال تھا رُباب نقوی

"کبھی کبھی بیماری بھی نعمت بن جاتی ہے۔۔۔"

محبت بھری نظروں سے ان دونوں کو دیکھتی دادی نے سوچا تھا

اور ایسا کچھ غلط بھی نہیں سوچا تھا۔۔۔

سب ہی کی مسکراہٹوں کا مصنوعی پن واضح تھا۔۔۔

دل پر پتھر رکھے ایک دوسرے کے ساتھ تصویریں بنواتے بناوٹی

لگاوٹیں جتاتے وہ سب جس افیت سے گزر رہے تھے یہ وہی

جانتے تھے۔۔۔

ایک دوسرے سے بیزار بیزار وہ سب وقتاً فوقتاً دادی کو بھی

شکایتی نظروں سے دیکھ لیتے جو سب سمجھ کر بھی نا سمجھ بننے کا
تاثر دے رہی تھیں۔۔۔

ان سب کی جھوٹی محبتوں پر وہ سچی خوشی محسوس کر رہی تھیں۔۔
جو بھی تھا جیسے بھی تھا۔۔۔

طویل عرصے بعد انہوں نے اپنے تینوں بیٹیوں کو ایک ساتھ
اپنے سارے بال بچوں سمیت پایا تھا۔۔۔

وہ بیمار نہ ہوتیں تو دو تین ٹھمکے تو لگا ہی دیتیں خوشی میں۔۔۔
ان کی خواہش تھی کہ ان کے پوتے پوتیاں کوئی ہنسی مزاق گانا
بجانا کریں لیکن سب ہی موبائل پر منڈیاں جھکائے ادھر ادھر
بکھرے تھے۔۔۔

ٹھنڈی سانس بھر کے انہوں نے پھر توجہ کا محور ان دونوں کو بنایا
تھا۔۔

ہلکے گلابی گھیر دار فراک میں ہمیشہ سادہ رہنے والی فلک کارنگ و
روپ وہ تو دیکھ چکی تھی اور سو بار صدقے واری بھی ہو چکی تھیں

لیکن پتھر یا چہرہ لیئے بیٹھے چاند نے یقیناً ابھی اس کا روپ نہیں
دیکھا تھا۔۔۔

"کوشک !!!"

"جی دادی؟"

برا سامنہ بنائے وہ ان کے پاس چلی آئی تھی۔۔۔

"فلک کا گھونگٹ تو الٹ۔۔ کیا تصویریں آرہیں ہوں گی۔۔۔"

سر ہلاتی وہ ڈھیلے ڈھالے قدموں سے اس کی طرف بڑھی تھی
جس کے آپس میں جکڑے ہاتھ کانپ سے گئے تھے۔۔

وہ نہیں چاہتی تھی اس کا گھونگٹ الٹ جائے اور اس کے چہرے
پر بکھرے خوشی اطمینان تشکر کے جزبات سب پر عیاں ہو جائیں

دعائیں یوں بھی قبول ہوتی ہیں۔۔

خواب بھی ایسے سچ ہو جاتے ہیں۔۔

دل کے ارمان ایسے اچانک بھی پورے ہوتے ہیں۔۔۔

دودن قبل ہی دادی کی طبیعت پر بری طرح روتے ہوئے اس
نے سوچا بھی نہیں تھا دادی آخری خواہش کے طور پر اس کی اور

چاند کی شادی کی بات کریں گی۔۔۔

وہ چاند کو چاند ہی سمجھتی تھی۔۔

دسترس سے بہت دور۔۔۔

اس لیے خود سے بھی کبھی اپنے احساسات کا کھل۔ کر اظہار نہیں کیا تھا۔۔۔

لیکن اس پاک ذات کے لیے کیا ہی جو ناممکن ہے!

سو ہر دعا میں اس نے اللہ سے چاند کو مانگا تھا۔۔۔

اور اللہ کو بھی اس کی پاکیزہ پاکیزہ سی محبت پسند آگئی تھی۔۔۔

اس کی دعا سن لی گئی تھی۔۔۔۔

اسے چاند مل گیا تھا۔۔۔۔

گہری سانس خارج کر کے اس نے آنکھیں بھی میچ لی تھیں۔۔

ایک پل کو سبھی کی نظریں اس کے چہرے پر ٹھہر سی گئی تھیں
--

خواتین تو پہلے بھی دیکھ چکی تھیں۔۔ لیکن ایک بار پھر اس کے
پیارے سے روپ نے انہیں مسحرا کر دیا تھا۔۔

"ماشاء اللہ بہت روپ آیا ہے۔۔"

سمیعہ چاچی کے منہ سے بے ساختہ ہی نکلا تھا۔۔
اگلی ہی پل انہوں نے سٹیٹا کر

فلک سے نظریں ہٹا کر اب خود کو گھورتی اپنی بیٹی کو دیکھا تھا۔
منہ پھلا کر سارہ نے پھر سے فلک پر نظریں گاڑ دی تھیں۔۔

جھجکتے ہوئے 'نا چاہتے ہوئے' بھی سب ہی دو تین تعریفی کلمات

ادا کر دیتے۔۔۔

ویسے بھی کچھ دیر کو اگر خاندانی چپقلشوں کو نظر انداز کر دیا جاتا تو سیدھی سادی سی فلک سے کسی کو کوئی مسئلہ نہیں تھا۔۔۔

آفندی ہائوس کی وہ واحد ایسی شخصیت تھی جس سے ذاتی طور پر کسی کا کوئی جھگڑا نہیں تھا۔۔۔

سب کی تعریفیں خوشی دے رہی تھیں لیکن جس کی تعریف وہ سننا چاہتی تھی وہ اب بھی اس سے بالکل بے نیاز بنا بیٹھا تھا۔۔۔

"چاند فلک! کیمرے میں دیکھ کر مسکرائو۔۔۔"

سمعان کیمرہ لیئے ان کے سامنے آتا بولا تھا۔۔۔

"اے لڑکے!! زرا سا مسکراؤ۔۔۔"

میر صاحب کے پر مزاح انداز میں کہنے پر اس نے چبھتی ہوئی
ایک نظر ان پر ڈالی تھی پھر سرد مہری سے گویا ہوا۔۔

"مجھ سے جھوٹا نہیں مسکرایا جاتا"

کئی ذو معنی اشارے ہوئے تھے۔۔
کئی دل اندیشوں میں گھرے تھے
تو دو آنکھوں کی جوت بھی مدھم پڑ گئی تھی۔۔۔

اور اس نے ہر بار کی طرح کسی چیز کی فکر نہیں کی تھی۔۔۔

"جھوٹا نہیں مسکرایا جاتا تو دادی کے لیے سچا والا مسکرا دے
۔۔۔"

سب کے انداز پر غور کرتی دادی نے پیار بھری نظروں سے اسے
لتاڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

چاند نے انہیں یوں دیکھا تھا جیسے کہ رہا ہو "میرا امتحان مت لیں
۔۔۔!"

لیکن ان کی بوڑھی آنکھوں کی گزارش دیکھ کر وہ ہر بار کی طرح
اس بار بھی ہار گیا تھا۔۔۔

وہ جبراً مسکرایا تھا لیکن صرف کیمرے کی طرف دیکھ کر۔۔۔

بھول کر بھی ایک نظر فلک پر نہیں ڈالی تھی۔۔۔
اور تصویر کھنچتے کے ساتھ ہی تیز تیز قدم اٹھاتا لاؤنج سے باہر نکل
گیا۔۔۔

"ابھی تو اصل امتحان شروع ہوا ہے۔۔ ابھی سے ہمت ہار رہی ہو
تم۔۔"

آنکھوں میں آتی نمی پر فلک نے خود کو ڈپٹا تھا۔۔

سلام پھیر کر اس نے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے تھے۔۔۔
لیکن نہ لبوں سے کچھ نکلنا نہ دل ہی کچھ بولا تھا۔۔

جامد ہوئی سوچوں کے ساتھ کتنی ہی دیر تک وہ بیٹھی رہی تھی
جب دادی لاٹھی کا سہارہ لیئے ہائے ہائے کرتی اس کے قریب ہی
آ بیٹھی تھیں۔۔۔

"دادی !! کوئی کام تھا تو مجھے بلا لیا ہوتا۔۔۔ اتنی سیڑھیاں چڑھ
کر اوپر آئیں۔۔۔"

شرمندہ سے لہجے میں بولتی وہ ہمیشہ کی طرح ان کے لیئے فکر مند
تھی۔۔۔

"خود چل کے نہیں آئی۔۔۔ تیرا وہ ٹارزن تایا اٹھا کر اوپر لایا تھا
۔۔۔"

بڑھاپہ بھی کیا چیز ہے۔۔۔ بچہ بنا دیتا ہے۔۔۔"

ان کے جھینپے جھینپے انداز پر وہ بے ساختہ ہنسی تھی۔۔۔۔

اس کے چہرے کے رنگوں کو محبت سے دیکھتی دادی زرا آگے کو
جھکیں اور رازداری سے پوچھا۔۔

"تیری ایک دعا تو قبول ہو گئی ہے! اب کیا مانگ رہی تھی اتنی
دیر سے؟"

فلک کی غلافی سیاہ آنکھیں پہلے حیرت سے پھیل گئیں اور پھر
کانوں کی لٹوں تک وہ سرخ پڑ گئی۔۔۔۔
شرم سے وہ سر ہی نہیں اٹھا پارہی تھی۔۔۔
وہ تو سمجھی تھی یہ معاملہ بس اس تک اور اس کے اللہ تک ہے

۔۔۔

"بھئی دعائیں پوری کرنے کے لیے اللہ دنیا میں کوئی وسیلہ بھی تو بناتا ہے۔۔"

دادی کا انداز اب بھی چھیڑتا ہوا تھا۔۔

"بتانہ کیا مانگے گی اب؟"

اس کے جھکے سر کو آہستہ آہستہ تھپکتے ہوئے انہوں نے حوصلہ دیتے انداز میں پوچھا۔۔

تبھی وہ ہمت کر کے بول پائی تھی

"اب میں اس کی خوشیاں مانگوں گی!!"

"اور اپنے لیے اس کے دل میں محبت بھی مانگنا!"

"دادی۔۔۔۔۔"

وہ رو دینے کو ہو گئی تھی۔۔۔

"اے اتنا کیوں شرم رہی ہے۔۔۔ بیوی کا اپنے شوہر کے دل میں اپنے لیے محبت کی دعا مانگنا بہت خوبصورت عمل ہے۔۔۔ یہ دعا بالکل جائز ہے۔۔۔ جیسے اسے مانگتی رہی اس کی محبت بھی مانگ۔۔۔ اور پورے حق سے۔۔۔ پورے یقین سے مانگ۔۔۔ وہ مولا سب کی سنتا ہے۔۔۔ سمجھ رہی ہے نہ؟"

"جی۔۔ دادی! وہ بالکل خوش نہیں ہے"

"تو مجھے یہ بتا وہ کب خوش ہوتا ہے؟
ہر وقت تو اس کے چہرے پر بارہ بجے رہتے ہیں۔۔۔
ساری دنیا سے ہی ناراض رہتا ہے۔۔
اور اس سب کی وجہ سے ناواقف تو نہیں ہے تو
سر کو ہلکے سے نفی میں ہلاتے ہوئے وہ چونک کر کمرے میں
داخل ہوتی مہک کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔

"کھانا لگ گیا ہے۔۔"

دونوں کی سوالیہ نظروں پر وہ کچھ گڑ بڑا گئی تھی۔۔۔

فلک سر ہلاتے ہوئے جائے نماز اٹھانے لگی تھی جب دادی نے
اسے روک دیا۔۔۔

"کھانا بعد میں کھایا جاسکتا ہے۔۔۔ تو دعا مانگ۔۔۔ میں نے
بھی باتوں میں لگا لیا۔۔۔
اپنے لیے دعا کرنے اور کروانے کا کوئی موقع جانے نہ دیا کرو
۔۔۔"

آخری بات انہوں نے دونوں پوتیوں کی طرف دیکھ کے کہی تھی
۔۔۔
مسکراہٹ دبائے فلک پھر سے بیٹھ گئی تھی۔۔۔

"اور تو یہاں آزر اکام چورنی مجھے اٹھنے میں مدد کر۔۔۔"

مہک نے ہاتھ سینے پر باندھ لیے اور
گردن اکڑا کر بولی۔۔

"دعائیں دیں گی تو ہی آئوں گی"

دادی کے ساتھ ساتھ ہاتھوں میں چہرہ چھپائے فلک کی بھی ہنسی
نکل گئی تھی۔۔۔۔

"ہر وقت ہی تم لوگوں کے لیے دعائیں نکلتی ہیں میری بچی
۔۔۔"

"اچھا؟ تو پھر دیکھتے ہیں فلک کی طرح میری بھی من مرادیں
پوری ہوتی ہیں یا نہیں"

ان دونوں کو دنگ چھوڑ کر بے نیاز بنتی وہ دادی کو اٹھنے میں مدد
دینے لگی۔۔۔

"کیا بات ہے بھئی؟ سوئی نہیں؟"

کروٹ بدلتے عمیر صاحب نے چونک کر عائشہ بیگم کو مخاطب کیا
تھا جو بیڈ کے سرہانے سے پشت ٹکائے بیٹھی جانے کن سوچوں
میں گم تھیں۔۔

اور اچانک شوہر کے مخاطب کرنے پر تقریباً اچھل پڑی تھیں

۔۔۔

"توبہ ہے میاں۔۔۔ مارنے کا یہ اچھا طریقہ ہے۔۔۔ ویسے تو
جان چھوڑ نہیں رہی۔۔۔ تو ایسے ہی سہی۔۔
کوئی پوچھے گا تو کہہ دیں گے۔۔۔
بھئی ہم نے تو بس اچانک مخاطب کر لیا تھا مرحومہ کو۔۔۔"

"حد ہے بھئی"

بیزاری سے بڑبڑاتے ہوئے انہوں نے کروٹ بدلی ہی تھی جب
عائشہ بیگم پھر بولی تھیں۔۔۔

"آپ بھی تو نہیں سوئے۔۔۔ اسی نکاح کی وجہ سے پریشان ہیں نہ
؟"

عائشہ بیگم کا اندازہ درست تھا لیکن وہ خود کی پریشانی ظاہر کر کے
انہیں اور پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔ سوچپ ہی رہے تھے

"اماں کو میری بیٹی ہی ملی تھی قربانی کے لیے۔۔
سو جھی کیا تھی انہیں اچانک!!
سانس ٹھیک سے لے نہیں پار ہی تھیں۔۔۔
رشتے جوڑ رہی تھیں۔۔۔"

یکدم ہی رک کر انہوں نے زبان دانتوں تلے دبا کر انہیں دیکھا
تھا جو شکر تھا ان کی سن نہیں رہے تھے۔۔۔
پریشانی پر بازو رکھے وہ خود سوچوں کے گرداب میں الجھے تھے

پہلے تو عائشہ بیگم نے شکر کیا کہ وہ ان کی طرف متوجہ نہیں تھے
پھر برا منانا شروع کر دیا۔۔۔

"میں آپ سے کچھ کہہ رہی ہوں آپ اپنی ہی سوچوں میں لگے
ہیں۔۔۔

مجھے بالکل خوشی نہیں ہوئی اس شادی کی۔۔
میری فلک ہی کیوں؟
حمیر بھائی کی سارہ بھی تو تھی۔۔"

"بالکل ٹھیک!"

وہ ان کی بات کاٹتے تپ کر بولے۔۔۔

"ہماری فلک کے لیے تو رشتوں کی لائن لگی تھی۔۔۔"

فلک ہی کیا! مہک اور کوشک کے لیے بھی۔۔۔

سارے ملک کے ڈاکٹر انجینئر پروفیسروں کے رشتے ہماری بیٹیوں کے لیے آتے رہتے ہیں۔۔۔

آخر اماں کیسے چاند کو ان پر ترجیح دے سکتی ہیں۔۔۔"

"میرے بھائیوں کے بیٹے بھی تو ہیں۔۔۔"

"ہاں ماشاء اللہ دو بھائیوں کے چار بیٹے جن میں سے تین کی وہ شادی بھی کر چکے ہیں اور غیروں کی طرح ہمیں کارڈ تھما گئے تھے۔۔۔"

ان سے امیدیں رکھے ہو تم؟

عائشہ بیگم تم تین جوان بیٹیوں کی ماں ہو۔۔۔ بہتر ہے اب اپنی

گردن سے سر یا نکال دو۔۔۔"

کتنی ہی دیر تک ان تلخ حقیقتوں کی کڑواہٹ وہ حلق میں اتارتی
رہی تھیں۔۔

"پھر بھی عمیر۔۔۔ چاند کی طبیعت کا معلوم ہے آپ کو؟

انجان تو نہیں آپ۔۔۔۔

میری فلک بہت معصوم ہے۔۔

مجھے خدشے سکون نہیں لینے دے رہے۔۔"

"ہم بیٹیوں کو سب کچھ دے سکتے ہیں اچھے نصیب کے سوا۔۔

چاند زرا سنجیدہ ہے لیکن انسان ہی ہے۔۔۔ پھر فلک ہماری

نظروں کے سامنے ہی تو رہے گی۔۔۔

اور اگر کوئی خدشہ ہے بھی تو اللہ سے مدد مانگو۔۔۔"

کوشک کے سو جانے کا یقین کر کے اس نے گلا کھنکھار کر مہک کو متوجہ کیا تھا۔۔۔

موبائل سائڈ پر رکھ کر اس نے بیزرائی سے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی تھیں۔۔۔

"تمہاری کونسی "من مرادیں" ہیں؟"

"اصل سوال پوچھو!!!"
مہک کے گھر کنے پر وہ نجل سی ہو گئی تھی۔۔۔

"تمہیں سب کیسے پتہ چلا؟"

بے ساختہ اڈتی مسکراہٹ دبا کر اس نے بڑے انداز سے
آنکھیں گھمائی تھیں۔۔۔

"تمہارے دل کا حال تمہارے چہرے سے واضح ہو جاتا ہے مجھے
اندازہ ہو گیا۔۔۔ اور بھی نا جانے کس کس نے نوٹ کر لیا ہوگا
۔۔۔"

"واقعی؟
فلک کی پیشانی چمک اٹھی تھی۔۔

"ہاں!!"

کچھ دیر تک کمرے میں خاموشی رہی۔۔۔
فلک ناخن چباتی رہی اور مہک مسکراہٹ دبائے بظاہر موبائل
میں مصروف تر چھی نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔

"ارے یار مزاق کر رہی ہوں۔۔۔ شکل دیکھو اپنی۔۔۔ اڑ گیا ہے
رنگ سارا۔۔۔"

"بہت بری ہو تم۔۔۔"
خفگی سے بولتے ہوئے اٹھا کر کشن بھی رسید کر دیا۔۔۔

"میں کمرے میں آرہی تھی جب تمہیں اور دادی کو باتیں کرتے

سنا۔۔۔

ویسے میں پہلے خوش نہیں تھی اس نکاح سے۔۔

سوچ رہی تھی ساری دنیا میں میری بہن کے لیے دادی کو وہی
آدم بیزار ملا ہے۔۔ لڑنے کا ارادہ تھا میرا ان سے۔۔ اچھا ہوا
پہلے ہی پتہ چل گیا۔ سب۔۔

ویسے فلک! مجھے حیرت ہے تمہیں اس سے محبت کیسے ہو گئی؟
اس سے تو اس کی اپنی ماں کو بھی محبت نہیں تھی۔۔۔۔"

ان کے گھر میں یہ باتیں عام تھیں۔۔۔ خاص طور پر عائشہ بیگم
اور مہک بے جھجک کچھ بھی کہ دیا کرتے تھے۔۔۔
اور شرمندہ بھی نہیں ہوتے تھے۔۔
لیکن فلک۔۔۔۔

گھبرا کر اس نے کمرے میں یوں نظریں گھمائی تھیں جیسے ابھی
کہیں سے چاند نکل آئے گا۔۔۔

"اس طرح مت بولا کرو!!!"

"ہاں بھئی۔۔۔ اب تو چاند صاحب کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال
رکھنا ہو گا۔۔۔"

منہ بگاڑ کر کہتی وہ پھر موبائل اٹھا چکی تھی جب فلک نے جھجک
کر پوچھا۔۔۔

"ویسے تمہاری کیا خواہشیں ہیں؟"

"تمہاری خواہشوں کی طرح اسٹوپڈ خواہشات نہیں ہیں میری
۔۔۔ بس اتنا جان لو!"

فلک منہ پھلا کر رہ گئی۔۔۔

زاہدہ بیگم کے تین بیٹے ہیں۔۔۔۔
اپنے شوہر کے بنائے وسیع رقبے پر پھیلے گھر میں پہلے تو وہ سب
بہت سکون سے ساتھ رہتے تھے۔۔۔
مسئلہ تب ہوا جب ان کی پہلی بہو۔۔۔ شباہت بیگم اس گھر میں
آئیں۔۔۔۔

اونچے گھرانے سے تھیں ناک پر یوں بھی مکھی نہیں بیٹھنے دیتی

تھیں۔۔۔

بعد میں معلوم ہوا وہ میر صاحب سے شادی بھی نہیں کرنا چاہتی تھیں اور کسی اور کو پسند کرتی تھیں۔۔۔

گھر میں ان کے روز روز کے جھگڑوں پر زاہدہ بیگم تو صبر کر لیتی تھیں کے بیٹے کا گھر آباد رہے لیکن شباہت بیگم کے بعد آنے والی عائشہ بیگم کی ایسی کوئی مجبوری نہیں تھی جو انہیں سب برداشت کرنے پر مجبور کرتی۔۔۔

اب جبکہ جھگڑے حد سے بڑھنے لگے تھے اور بھائیوں کے آپسی تعلقات خراب ہونے لگے تھے تو زاہدہ بیگم کو یہی بہتر لگا کے گھر کے حصے کر دیے جائیں۔۔۔

صحن کے بیچ میں دیوار کھڑی کر دی گئی تھی۔۔

ایک حصہ حمیر صاحب کا تھا جبکہ ایک حصے میں میر صاحب آباد تھے۔۔۔

جبکہ اوپری پورشن عمیر صاحب کے حصے میں آیا تھا۔۔۔

لیکن اس سب کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا اور شباہت بیگم آٹھ ماہ کے چاند کو روتا بلکتا چھوڑ کر میر صاحب سے طلاق لے کر چلی گئی تھیں۔۔

اور پچیس سالوں میں ایک بار بھی یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ ان کا بیٹا چاند کس حال میں ہے۔۔۔

چاند پر اس سب کا یہ اثر ہوا کہ
اسے ہر عورت ہی جھوٹی فریبی لگنے لگی۔۔۔
سوائے زاہدہ بیگم یعنی اپنی دادی کے وہ دنیا کی ہر عورت سے
نفرت محسوس کرتا تھا۔۔۔

اپنی شکی طبیعت کے باعث وہ بچپن میں اپنی تمام کزنز کو بہت

جھاڑ چکا تھا بلکہ تھپڑ بھی لگا چکا تھا۔۔
اور اس سب کا کریڈٹ جاتا تھا عائشہ بیگم کو۔۔۔

جن پر جیٹھانی کے جانے کے بعد ننھے چاند کی ذمہ داری آن پڑی
تھی۔۔۔

شباہت بیگم کے سارے تذلیل آمیز رویوں کا بدلہ انہوں نے
چاند کو شباہت بیگم کے خود ساختہ قصے بنا کر سنا کر شباہت
بیگم ہی نہیں بلکہ ساری عورتوں سے بد زن کر کے لیا تھا۔۔۔۔
جب تک سب کو چاند کی اس ذہنیت کا احساس ہوا تھا پانی سر سے
اوپر جا چکا تھا۔۔۔۔

پہلے تو عائشہ بیگم نے کوئی پروہ نہیں کی تھی لیکن اب۔۔۔۔
قدرت نے ان ہی کی بیٹی کو چاند کی محبت میں ہی گرفتار نہیں کیا

تھا۔۔۔ بلکہ اس کے نصیب میں بھی لکھ دیا تھا۔۔۔

"ارے اے فلک!! تورک۔۔۔ مہک یہ کپڑے چھت پر تو
لے کر جا۔۔۔"

"کیوں بھئی؟؟؟"

موبائل سے نظریں ہٹا کر اس نے صدماتی نظروں سے انہیں
دیکھا تھا۔۔۔

"کیسی کام چور ہے تو۔۔۔ کیسی کام چور ہے!! شکل تو یوں بنالی

ہے جیسے پہاڑ توڑنے کو کہ دیا ہو۔۔

کپڑے دھوئے بھی وہ۔۔ چھت پر سوکھانے بھی وہی لے جائے

شہزادی ہے تو کہیں کی؟"

"کوشک کو کہ دیں نہ!"

اس کے جھلا کر کہنے پر عائشہ بیگم نے آنکھیں نکالی تھیں۔۔

"وہ ابھی روٹیاں بنا کے گئی ہے۔۔ دماغ مت خراب کرو میرا"

"امی! کوئی بات نہیں۔۔ جب دھو لیئے ہیں تو چھت پے ڈال

بھی دوں گی۔۔ ویسے بھی ٹھنڈ سی لگ رہی ہے۔۔ تھوڑی دیر

دھوپ بھی سینک لوں گی۔۔۔"

معاملہ بگڑتا دیکھ کر فلک صلح جو انداز میں کہتی کسی کے مزید کچھ
بولنے سے پہلے ہی دھلے ہوئے کپڑوں کی بالٹی اٹھا کر اوپر بھاگ
گئی۔۔۔

"تم آؤ زرا دال میں نے بنا دی ہے۔۔۔ بگھار لگاؤ۔۔۔"

عائشہ بیگم ایسے تو اسے بخشنے والی نہیں تھیں۔۔۔

روہانسی سی شکل بنائے وہ فون پلنگ پر پھینکنے والے انداز میں رکھ
کر کچن میں گھسی تھی۔۔۔

تار پر کپڑے ڈال کر ابھی وہ سکون سے پلنگ پر بیٹھی ہی تھی جب
نظرں دیوار کے اس ٹوٹے ہوئے حصے پر چلی گئیں جہاں سے
چاند کا کمرہ نظر آتا تھا۔۔۔

صحن میں ہی اس کے کمرے کی اکلوتی کھڑکی کھلتی تھی جس کے
سامنے ہی اس کی رائٹنگ ٹیبل موجود تھی۔۔۔۔
جہاں وہ اپنا بیشتر وقت گزارتا تھا۔۔۔۔

بہت دیر تک وہ خود کو سمجھاتی رہی تھی لیکن دل کو ایک ضد سی
ہو گئی تھی۔۔۔

اب تو حق بھی حاصل تھا۔۔۔
ایک نظر ڈال لے گی تو کیا ہو جائے گا۔۔۔

اور وہ جو ہر بار اپنے دل کو ڈپٹ کر چپ کر وادیتی تھی۔۔۔
اس حق والی دلیل کے آگے ہار گئی تھی۔۔۔۔۔

دوپٹہ درست کر کے اس نے صرف گردن نکال کر جھانکا تھا۔
وہ وہیں موجود تھا۔۔۔

پوری طرح سامنے رکھی کتاب کی جانب متوجہ۔۔

فلک ایک نظر دیکھ کر جانا چاہتی تھی لیکن اس کی شخصیت میں ایسا
طلسم تھا کہ وہ پلک بھی جھپکنا بھول گئی تھی۔۔۔

اس کی مستقل جمی نظروں کا ہی کمال تھا شاید کے چاند کی پیشانی پر
پہلے بل ابھرے تھے پھر اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اسی
طرف دیکھا تھا جہاں فلک موجود تھی۔۔۔۔۔

سر پر ہاتھ مار کر وہ فوراً پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

"کیا مصیبت ہے۔۔۔ اگر اس نے دیکھ ہی لیا تھا تو انجان بن جاتی۔۔۔ اچانک پیچھے ہونے سے تو وہ صاف سمجھ جائے گا میں اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔"

بات چھوٹی سی تھی لیکن وہ کتنی ہی دیر تک ہونٹ چباتی پریشان ہوتی رہی تھی۔۔۔

"کب تک یہاں بیٹھوں۔۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔۔۔"

ٹھنڈی سانس خارج کر کے وہ نیچے اتر آئی تھی لیکن سامنے ہی چاند کو پلنگ پر براجمان دیکھ کر ایک پل کو ساکت ہو کر پھر

چھت پر جانے کو مڑی تھی جب چاند کی پکار پر نم ہوتی پیشانی کے
ساتھ رک گئی۔۔

وہ محسوس کر سکتی تھی وہ دبے قدموں اس کی طرف ہی بڑھ رہا
ہے۔۔۔۔

دو قدم کے فاصلے پر رک کر وہ آگے کو جھکا تھا۔۔۔

"ایسی چیپ حرکتیں آئندہ نہ ہی کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے
۔۔۔"

اس کے کانوں میں زہر اندیل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا نیچے جانے
والی سیڑھیوں کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

"چاند! رک تو بیٹا چائے بن رہی ہے۔۔۔
کھانا بھی تیار ہے کھا کر جانا۔۔۔"

عائشہ بیگم نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھیں۔۔۔
اسے واپس جاتا دیکھ کر جائے نماز اٹھائے اٹھائے ہی کمرے سے
باہر دوڑی آئی تھیں۔۔۔

آخری سیڑھی پر کھڑے اپنے پورشن کا دروازہ کھولتے چاند نے
رک کر بڑے عجیب سے انداز میں انہیں مسکرا کر دیکھا تھا

۔۔۔۔۔
ایسی مسکراہٹ تھی اس کی کہ انہیں اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سرد
سی لہر محسوس ہوئی تھی۔۔۔

"نو تھینکس!!!"

مسکراہٹ کی بنسبت لہجہ بہت عام سا تھا۔۔

فلک ابھی تک وہیں جمی کھڑی تھی اسی پوزیشن میں لیکن
آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی جاری ہو چکی تھی۔۔

بچن میں موجود مہک نے چاند کا ایک ایک انداز دیکھا تھا۔ اس کا
سرد جملہ سنا تھا۔۔

اور اسے جی بھر کر اپنی بہن پر ترس آیا تھا۔۔

"کچھ تو کرنا پڑے گا اس بونگی کے لیے۔۔ خود یہ کچھ نہیں کر
پائے گی۔۔۔"

ڈونگے میں دال نکالتے ہوئے اس نے عہد کیا تھا۔۔۔

"کیا ہوا؟ واپس کیوں آگیا؟"

ناشتے کے برتن اٹھاتی دادی نے حیرت سے اسے واپس آتے
دیکھا تھا۔۔۔

کچھ دیر پہلے ہی تو وہ کام پر نکلا تھا۔۔۔

"کچھ ضروری کاغذات تھے۔۔ گھر ہی بھول گیا تھا۔۔۔"

اپنے کمرے میں جاتا وہ مصروف سا بولا تھا۔۔۔

لیکن کمرے میں فلک کو موجود پا کر ٹھٹک گیا تھا۔۔۔۔

جبکہ فلک سوچ کے رہ گئی کہ کاش اسے غائب ہونے کا جادو آتا

"مجھے دادی نے بلوایا تھا۔۔ گھر کی صفائی ستھرائی کے لیے
"-----"

بہت مشکل سے اس کے حلق سے آواز برآمد ہوئی تھی۔۔۔

"میری ہڈیوں میں اب اتنا دم خم نہیں رہا کہ بھاگ دوڑ کرتی

پھروں۔۔۔

پھر تم اور تمہارا باپ دونوں ہی نفاست پسند بھی بہت ہو۔۔ اس
لیئے میں نے۔۔۔۔۔

ائے رک کہاں لیئے جا رہا ہے اسے۔۔ چاند ہاتھ چھوڑ اس کا
۔۔"

حواس باختہ سی دادی ہانپتی کانپتی ان دونوں کے پیچھے تھیں۔۔۔

اس کی سخت گرفت میں موجود اپنی کلائی دیکھتی فلک صرف اتنا
چاہتی تھی کم از کم وہ اس پر ہاتھ نہ اٹھائے۔۔

درمیانی دروازہ کھول کر اسے سیڑھیوں پر دھکیل کر وہ پوری
قوت سے دروازہ اس کے منہ پر بند کر چکا تھا۔۔۔۔

"آئندہ آپ کی کام کی ہمت نہ ہو تو آپ مت کیجئے گا۔۔۔ لیکن
خبردار دادی جو آئندہ اس لڑکی کو اس گھر میں میری اجازت کے
بغیر بلوایا تو۔۔۔ اس ماسی کا تو میں دماغ ٹھکانے لگائوں گا۔۔۔"

چاند نے آواز اتنی اونچی رکھی تھی کہ دروازے کے دوسری
طرف سسکیوں کا گلا کھونٹتی فلک سن سکے۔۔۔

اتنی تذلیل۔۔۔ اتنی!

دوپٹے میں آنسو جرب کرتی وہ اوپر جانا چاہتی تھی جب پریشان
نظروں سے اس نے عائشہ بیگم کو سیڑھیاں اترتے دیکھا تھا۔۔۔

ان کے تیوروں سے ظاہر تھا وہ سب دیکھ بھی چکی ہیں اور سن بھی چکی ہیں۔۔

"امی۔۔ نہیں پلیز۔۔۔۔۔ جانے دیجیئے۔۔۔۔۔ وہ ہمیشہ ہی سے ایسا ہے۔۔"

انہیں بمشکل قابو کرتی وہ دروازے تک پہنچنے سے روک رہی تھی۔۔

"امی چھوڑیے نہ آئندہ میں نہیں جائوں گی۔۔ بات اور بھی بگڑ جائے گی۔۔"

"کیا سمجھتا ہے وہ خود کو؟"

کس نے حق دیا اسے تمہیں اس طرح گھر سے نکالنے کا۔۔
وہ بڑی بی بھی کچھ بولی نہیں۔۔

ہمت کیسے ہوئی اس ذہنی مریض کی۔۔۔

بات کرتی ہوں میں تمہارے باپ سے۔۔۔

ماں کی محبت میں بیٹی کی قربانی دے دی۔۔۔

تین سیٹیاں ہیں گناہ نہیں ہیں جو سب برداشت کر لوں میں۔۔۔"

سیڑھیوں پر ہی کھڑی وہ تب تک چیختی رہی تھیں جب تک جھٹکے
سے دروازہ کھول کر چاند بھی وہاں نہیں آگیا تھا۔۔

"ہاں کیجئے بات۔۔ احسان کیجئے مجھ پر۔۔ جان چھڑوائیئے اس
مصیبت سے۔۔۔۔۔

ویسے بھی میرا بھی دور دور تک رخصتی کا کوئی ارادہ نہیں۔۔ اور

مجھے نہیں لگتا یہ زیادہ وقت تک "حد" میں رہ سکے گی۔۔"

ماں کا بازو تھا مے انہیں اوپر چلنے کا کہتی وہ ساکت رہ گئی تھی چاند
کے اس زہر خند انداز اور جملے پر۔۔۔

"چپ ہو جا چاند! اب تو حد کر رہا ہے۔۔"

دادی نے اس کی پشت پر دو ہتھڑ مارے تھے اور ناپسندیدگی سے
اپنی طرف کا دروازہ کھول کر تماشہ دیکھتی سمیعہ بیگم اور سارہ کو
دیکھا تھا۔۔

"میں تو ابھی اپنی حد میں ہی ہوں۔۔۔ اور مجھے کوئی شوق نہیں
حد سے نکلنے کا۔۔۔"

آپ مجھے مت گھوریں اپنی پاک باز بیٹی سے پوچھیں۔۔ کیا میں
کچھ غلط کہہ رہا ہوں؟

کبھی چھت سے جھانک رہی ہے کبھی کالز کر رہی ہے۔۔ کبھی
میسیجز کر کر کے دماغ کھا رہی ہے۔۔۔
بڑی پارسا بنی پھرتی ہے۔۔"

ایسے الزامات !!

اس کے پاس تو چاند کا نمبر بھی نہیں تھا۔۔۔
اسے ضرورت ہی نہیں تھی نمبر رکھنے کی۔۔۔
ہاں صرف ایک بار چھت سے دیکھنے کی گستاخی کی تھی اور بس
۔۔۔

چاند کی تنبیہ کے بعد تو اس نے اپنی سوچوں پر بیٹھے پہرے اور
سخت کر دیئے تھے۔۔

"چاند یہ کیسے کر سکتے ہو تم؟
میں تمہاری عزت ہوں۔۔ کیسے سب کے سامنے بے عزت کر
سکتے ہو۔۔۔"

یہ سب اس نے صرف سوچا تھا بھگی آواز میں صرف یہی بول
سکی۔۔
"یہ الزام ہے"

"ثابت کر کے دکھاؤ!"
طنزیہ مسکراتا وہ اس کے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔۔۔

"مجھے میری بیٹی کی پاکدامنی کے لیے کسی ثبوت اور گواہی کی

ضرورت نہیں۔۔۔"

فلک کو بازوؤں کے حلقے میں لیتی وہ چاند کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈال کر بولی تھیں۔۔۔

"اچھا؟ لیکن مجھے میری بیوی کی پاکدامنی کے لیے ثبوت درکار
ہے۔۔۔"

"چاند!! یہ میرے بندھے ہوئے ہاتھ دیکھ۔۔۔۔۔ کیوں تماشہ بنا
رہا ہے بچی کا۔۔۔۔۔ وہ میرے کہنے پر یہاں آئی تھی۔۔۔ تم لوگوں
کا نکاح میری مرضی سے ہوا ہے جو کہنا ہے مجھے کہ۔۔۔
اول تو مجھے یقین نہیں ہے اس نے ایسا کچھ کیا ہے۔۔۔ اور اگر کیا
بھی ہے تو نکاح کے بعد کیا ہے نہ؟

تو شوہر ہے اس کا۔۔۔ اگر کبھی کال میسج کر بھی لیے تو کیا ہو
گیا؟"

"مجھے ایسی چیپ عورت نہیں چاہیے!"

وہ چیخا تھا تو عائشہ بیگم اس سے بھی اونچا چیخی تھیں۔۔

"الزام لگا رہا ہے یہ میری بیٹی پر۔۔۔"

"کیوں! الزام لگانے کا حق صرف آپ کو ہے؟"

اس وار پر وہ چیپ سی رہ گئی تھیں۔۔۔

"اور میں کوئی الزام نہیں لگا رہا یہ رہا ثبوت۔۔۔۔۔"

موبائل جیب سے نکال کر چاند نے موبائل ان کے سامنے لہرایا
تھا۔۔۔

اس کا نمبر سیو نہیں کیا گیا تھا لیکن وہ اپنے نمبر کو پہچان گئی تھی
۔۔۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے!"

دنگ نظروں سے وہ ان میسجز کو دیکھ رہی تھی جو تعداد میں اتنے
زیادہ نہیں تھے لیکن "تھے" !!!

"میں نے تمہیں کبھی کوئی میسج یا کال نہیں کی۔۔ میرے پاس
تمہارا۔۔۔۔۔"

"چپ کر جاؤ تم تو۔۔ جھوٹی چالاک فریبی عورت!! خود ہی
میسجز آگئے؟؟ اور چھت پر جو تھیں کہ دو کے وہ بھی تم نہیں
تھیں"

فلک اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

نا جانے اس حرکت پر وہ اسے اور کتنا ذلیل کرنے والا تھا۔۔۔

"چاند!!! ہائے۔۔۔۔۔ مجھ سے سانس نہیں لی جا رہی۔۔۔ پانی
لا دو کوئی۔۔۔ ہائے اللہ"

دادی نے جب محسوس کیا کہ اب چاند اور عائشہ بیگم
دونوں میں سے کوئی پیچھے نہیں ہوگا تو سینہ مسلتی بیٹھتی چلی گئیں

چاند فوراً ان کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔۔۔
جبکہ عائشہ بیگم ہنکار بھر کے پیر پٹختی فلک کا بازو دبوچے اوپر کی
طرف بڑھ گئیں۔۔۔۔

"سارہ!!! پانی لائو!!!"

مرے مرے ہاتھوں سے دروازہ بند کرتے وقت فلک نے اس
کی دھاڑ سنی تھی۔۔۔

تمام قصہ جان لینے کے بعد مہک چپ کی چپ رہ گئی تھی۔۔
اپنے کمرے میں بیٹھی عائشہ بیگم مسلسل اونچی آواز میں بڑبڑا رہی
تھیں۔۔۔

اور ان کی یہ بڑبڑاہٹ فلک کے آنسوؤں میں شدت کا باعث بن
رہی تھی۔۔۔

"آہم!! چلانا نہیں!! دراصل وہ میسجز چاند کو میں نے تمہارے
نمبر سے کیئے تھے۔۔۔"

فلک کی پھٹی پھٹی برستی آنکھیں اپنی طرف اٹھتی دیکھ کر وہ

بیچارگی سے مزید بولی۔۔۔

"میں نے تو بس تمہاری بھلائی کے لیے کیا تھا۔۔۔
ہائے۔۔ گڈ مارنگ۔۔ گڈ نائٹ کے علاوہ چند ایک پوسٹریز تھیں
اور بس۔۔۔۔"

قسم کھاتی ہوں ایسا کچھ نہیں تھا جو مائنڈ کیا جاتا۔۔۔۔"

"اس کی نیچر اچھی طرح جانتی ہو مہک۔۔۔ پھر کیوں؟
تم اسے بلیнк میسج بھیجتیں وہ اس کو بھی مائنڈ کر جاتا۔۔۔۔"

"تو کیا ضرورت تھی آخر تمہیں ایسے سائیکو سے دل لگانے کی

۔۔۔۔

چھوٹی چھوٹی باتیں مائنڈ کرتا ہے۔۔۔ بعد میں کہیں وہ تمہارے

سانس لینے پر بھی جنگ نہ چھیڑ دے۔۔۔
ابھی بھی بہت دیر نہیں ہوئی یہ میری بہن!! طلاق لے لو تم
اس سے!!"

مہک کی اپنی سانس چاند کی سنگت میں فلک کی زندگی کا سوچ
سوچ کر رکنے لگی تھی۔۔۔

"دماغ خراب ہے تمہارا!!
طلاق لے لو۔۔۔ کتنے آرام سے کہ رہی ہو جیسے ٹونی لینے کی
بات کر رہی ہو۔۔۔"

"میں امی کو جا کر سب سچ بتا رہی ہوں اور یہ بھی بتا رہی ہوں کہ
تمہاری زندگی اس چھوٹی سی ذہنیت والے کے ساتھ بالکل اچھی

نہیں گزرے گی۔۔

میں تمہیں اس سائیکو کے پیچھے اپنی زندگی برباد کرنے نہیں دوں گی۔۔

پاگل ہے وہ۔۔۔ پاگل ہے چاند !!!

فلک ماتھا پیٹ کے رہ گئی جب مہک اس دیوار کے قریب جا کر
آخر میں چلائی تھی جو چاند کے کمرے کے قریب تھی۔۔۔
وہ چاہتی تھی کہ چاند سن لے !

"مہک! امی پہلے ہی غصے میں ہیں۔۔ اور مت بھڑکائو انہیں۔۔۔
مہک رکو"

اس کی منتیں ان سنی کرتی مہک عائشہ بیگم کے کمرے میں گھسی

اور فلک کے اندر داخل ہونے سے پہلے ہی دروازہ بند کر دیا

"ہر کوئی میرے منہ پر دروازے بند کر دیتا ہے۔۔۔"

کچھ دیر پہلے گزرے لمحے نظروں کے سامنے لہراتے آنکھیں پھر
بھگا گئے۔۔۔

"فلک"

پیچھے سے کوشک نے پکارا تو وہ آنسو صاف کرتی بمشکل سمجھلتی
ہوئی اس کی طرف مڑی تھی۔۔۔

"چاند بھائی تمہیں طلاق دے رہے ہیں؟"

"السانہ کرے۔۔۔"

وہ دہل گئی تھی۔۔۔

"تو تم خود ہی لے لو"

منمننا کر مفت مشورے سے نوازتی وہ فلک کے گھورنے پر پھر کچن
میں گھس گئی۔۔۔

"کیا ہو گیا ہے سب کو!!!!"
وہ بیچاری سوچ کے رہ گئی۔۔۔

گھر میں داخل ہوتے کے ساتھ ہی انہیں ماحول میں موجود تناؤ کا احساس ہو گیا تھا۔۔۔۔

لیکن انہوں نے کچھ پوچھا نہیں تھا۔۔۔
جانتے تھے عائشہ بیگم خود ہی بتا دیں گی۔۔۔

اور جو نہی وہ لوگ رات کے کھانے سے فارغ ہوئے اور چائے کا کپ تھام کر بیٹھے۔۔

انہوں نے بیٹیوں کا پردہ رکھ کر سب ان کے گوش گزار کر دیا۔۔۔۔

عمیر صاحب چائے پینا بھول گئے۔۔۔
سوچوں کا شدید غلبہ ہوا تھا ان پر۔۔۔۔

"آپ کہاں کھو گئے۔۔۔ میں کیا کہ رہی ہوں۔۔۔"

"ہاں سنا میں نے۔۔۔"

ٹھنڈی چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے ان کا موڈ مزید بگڑا تھا۔۔۔

"سن لیا تو اب کچھ کیجیئے !!!" میں نہیں اپنی بیٹی اس ذہنی مریض کے ساتھ رخصت کروں گی "

"اتنی آگے مت سوچو۔۔۔"

"کیوں نہ سوچوں۔۔۔ جو شخص اتنی چھوٹی سی بات کا ایسا بتنگڑ بنا سکتا ہے وہ تو آگے میری بیٹی کی زندگی جہنم بنا دے گا۔۔۔"

عائشہ بیگم کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وہ نا جانے کیوں مسکرائے
تھے۔۔۔

"اپنی اولاد آخر اپنی ہی ہوتی ہے۔۔۔
فلک کا آگے کیا ہوگا یہ سوچ سوچ کے پریشان ہو رہی ہو۔۔۔
کبھی یہ سوچنے کی ذہمت کی کہ چاند کا تم نے کیا کیا تھا۔۔
اس کی جو حالت ہے اس کی پچاس فیصد ذمہ دار تم ہو۔۔۔"

"ہاں تو ٹھیک ہے۔۔۔ گلابا دیں میرا۔۔ مگر میں فلک کو
رخصت ہو کے اس پاگل کے ساتھ جانے نہیں دوں گی۔۔"

"ایک تو عورت باتونی ہو۔۔۔ اوپر سے بولتی بھی فضول ہو۔۔۔"

یا اللہ ایسی عورت سے دشمن کو بھی محفوظ رکھنا۔۔۔"

عائشہ بیگم کے تو آگ ہی لگ گئی تھی۔۔۔
حلق کے بل وہ تب تک چلاتی رہی تھیں جب تک عمیر صاحب
گھر سے باہر نہیں نکل گئے تھے۔۔۔

جھینگروں کی آوازوں کے علاوہ جب جب کوئی گاڑی یا موٹر
سائیکل گزرتی تو شور سا اٹھتا بعد میں پھر خاموشی۔۔۔
سرد رات خون جمادینے والی تھی لیکن وہ دونوں ہی اس سب
سے بے نیاز سوچوں میں گم بیٹھے تھے۔۔۔

ٹھنڈی سانس بھر کر جھر جھری لے کر انہوں نے اپنے بھائی کو
دیکھا تھا۔۔۔۔۔

"سارا قصور فلک کی ماں کا ہے۔۔۔"

"یوں مت کہو۔۔ چاند کی اپنی ماں نے کون سا اپنی ذمہ داریاں
نبھائیں جو میں دوسروں پر الزام دھر دوں۔۔۔
ویسے بھی جو ہونا تھا ہو چکا۔۔۔"

اب ہمیں صرف حال کا سوچنا ہے۔۔۔
اپنے بچوں کے بارے میں سوچنا ہے۔۔
ماضی میں کس نے کیا کیا۔۔ اسے ماضی کا حصہ ہی رہنے دو۔۔"

سگرٹ کا آخری کش لگا کر میر صاحب نے سگریٹ کا بچہ ہوا ٹکڑا

قدموں تلے کچل دیا۔۔۔

"کیا کریں بھائی؟ میں تو کچھ سمجھ نہیں پا رہا۔۔۔"

عمیر صاحب کے پیشانی مسلتے ہوئے کہنے پر میر صاحب نے گلا
کھنکھار اٹھا۔۔

وہ جو کہنا چاہ رہے تھے انہیں یقین تھا عمیر صاحب کبھی فوراً ہی
راضی نہیں ہو جائیں گے۔۔
بہت سمجھانا تھا۔۔۔

بہت وقت درکار تھا۔۔

بہت سارے جملے انہوں نے ذہن میں بنے تھے۔۔۔۔
لیکن حیرت انگیز طور پر عمیر صاحب نے سب سن کر یوں سر

ہلایا تھا جیسے وہ خود بھی یہی سوچے بیٹھے ہوں۔۔۔

آخر میں دونوں بھائی ایک دوسرے کی پشت تھپکتے اٹھ کھڑے
ہوئے تھے۔۔۔

چاند کو کس طرح منایا گیا تھا وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔
اس کے کیا تاثرات تھے اس کی بھی خبر نہیں تھی۔۔۔
بس اتنا پتہ تھا کہ اس کا اپنا دل بہت خوش ہے۔۔۔
اور یہ کافی تھا اس کے لیے تمام سابقہ ناخوشگوار حالات کو بھلا کر
خوشی خوشی رخصتی کی تیاریاں کرنے کے لیے۔۔۔

البتہ عائشہ بیگم کا انداز یوں تھا جیسے وہ اس کی قربانی کر رہی ہوں
--

بار بار پکڑ کر گلے سے لگا لیتیں۔۔۔
اور پھر چھوڑنا ہی بھول جاتیں۔۔

مہمانوں کے آنے کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔۔۔۔
سب سے پہلے آنے والوں میں اس کے دونوں ماموں اور خالہ
تھے۔۔۔۔

تین کمروں کا گھرا تنے سارے افراد کے لیے ظاہر ہے بہت چھوٹا
تھا۔۔۔۔

جبکہ آنے والوں میں تقریباً سب ہی بڑے بوڑھے تھے۔۔۔
سو حمیر صاحب نے کمال مہربانی سے اپنا گھر پیش کر دیا تھا۔۔۔۔
دونوں گھروں میں آنے جا بے کے لیے بیچ والا پورشن یعنی میر

صاحب کا پورشن استعمال ہوتا تھا۔۔۔۔

یوں پورے آفندی ہائوس میں ہی خوب چہل پہل رہنے لگی تھی

۔۔۔

دادی بھی خوب خوش رہنے لگی تھیں۔۔۔

تھوڑے سے دنوں میں اچھی خاصی صحت بنالی تھی۔۔۔

اس وقت گھر کی تمام خواتین اوپر آئی بیٹھی تھیں اور جہیز کے

سامان کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔۔

جبکہ کوشک تین گھنٹوں میں تیسری بار چائے کے دس کپ بناتی

اچھی خاصی تپ چکی تھی۔۔۔۔

ٹرے پلنگ پر ہی رکھ کر وہ عائشہ بیگم کو بتاتی کچن میں واپس
گھس گئی تھی جب وقاص اپنے موبائل میں مگن وہاں چلا آیا

۔۔۔

بے دھیانہ میں وہ اسی پلنگ پر بیٹھ گیا تھا جس پر چائے کے کپوں
سے بھری ٹرے رکھی تھی۔۔۔۔

نتیجتاً سارے کپ ٹرے میں الٹ پلٹ گئے اور ان میں سے
چائے نیچے گرنے لگی۔۔۔۔

ایک پل کو سب ہی ساکت رہ گئے۔۔۔
کوشک بھی بھاگی چلی آئی اور صدماتی نظروں سے یہ منظر دیکھتی
رہ گئی۔۔۔۔

"ساری چائے گرا دی۔۔۔۔ کتنی محنت سے بنائی تھی میں نے
۔۔۔۔"

"چائے محنت سے نہیں محبت سے بناتے ہیں۔۔۔۔"

معذرت خواہ نظروں سے سب خواتین کو دیکھتا وہ شوخی سے بولا
تھا۔۔۔۔۔

"جب پینے والوں میں کوئی ایسا نہ ہو جس سے محبت ہو۔۔۔ تو
محنت سے ہی بنتی ہے۔۔۔۔"

"مطلب ہم جو اپنے کام دھام چھوڑے یہاں مائے بیٹھے ہیں۔۔۔
ہماری کوئی قدر ہی نہیں۔۔۔ کوئی محبت نہیں۔۔۔۔"

وقاص کے نروٹھے پن سے کہنے پر اس نے کوئی جواب نہیں دیا
تھا۔۔۔۔۔

وہ دانیہ مامی کے ماتھے کے بل دیکھ چکی تھی۔۔۔۔
انہیں اپنے بیٹے کی اس سے بے تکلفی پسند نہیں آئی تھی۔۔۔۔

خاموشی سے چائے کپ ترتیب سے ٹرے میں رکھتی وہ وقاص کو
الجھاگی تھی۔۔۔

"اچانک کیا ہو گیا اسے"

پر سوچ نظروں سے اسے دیکھتا وہ پلنگ کے کونے پر ہی ٹک گیا

۔۔۔

وہ سیڑھیوں کے جالے اتار رہی تھی جب درمیانی دروازہ کھلنے کی
آواز سنی تھی۔۔۔

اس نے توجہ نہیں دی تھی کہ آج کل یہ کوئی انوکھی بات نہیں
تھی۔۔۔

دوپٹے کو اس نے سر پر لپیٹا تھا جبکہ آخری سرانقاب کے انداز
میں چہرے پر بھی لپیٹ رکھا تھا۔۔۔۔

جھاڑو سیڑھی پر رکھ کر اس نے دُکھتا ہوا کندھا دبایا تھا جب اسے
بازو سے پکڑ کر چاند نے جھٹکے سے کھینچا تھا۔۔۔۔
سیڑھیاں ہونے کی وجہ سے وہ خود کو کوشش کے باوجود بھی
نہیں سنبھال پائی تھی۔۔۔۔

نتیجتاً وہ چاند پر آگری تھی جسے شاید خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ
اسی پر آگرے گی جو خود بھی لڑکھڑا کر پیچھے کو ہوا تھا لیکن دروازہ
ہونے کی وجہ سے پوری طرح گرنے سے بچ گیا تھا۔۔۔۔

سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ وہ فوراً ہی پیچھے ہوئی تھی سیدھا کھڑا

ہوتے ہوئے چاند نے پھر اس کا بازو سختی سے جکڑ کر اپنے قریب
کیا تھا۔۔۔

لیکن اس کے انداز میں ایسا کچھ ہر گز نہیں تھا کہ فلک کسی خوش
گمانی کا شکار ہوتی۔۔۔

نقاب سے جھانکتی سیاہ غلافی آنکھیں چھلکنے کو بیقرار ہو گئی تھیں
۔۔

"چھوڑو!!!"

"کیوں چھوڑ دوں؟ تمہیں تو بڑی محبت ہے نہ مجھ سے۔۔۔۔
زرا سی سختی برداشت نہیں ہو رہی۔۔"

طنزیہ کہتا وہ فلک کو حیران کے ساتھ ساتھ پریشان بھی کر گیا تھا

"اب یہ بات کیسے پتہ چل گئی اسے"

الچھ کر سوچتی وہ اپنا بازو اس کی گرفت سے نکالنے کی کوشش بھی
کر رہی تھی۔۔۔

"چاند پلیز۔۔ کوئی دیکھ لے گا تو کیا سوچے گا۔۔"

"کیا سوچے گا؟ بیوی ہونہ تم میری۔۔۔"

"چاند!!!"

حیرت اور ناگواری سے وہ بس یہی کہہ سکی۔۔۔

ایک ابرو اٹھا کر چاند نے بغور اس کی آنکھوں سے جھانکتی
ناگواری کو دیکھا تھا پھر دوسرے ہاتھ سے اس کے نقاب کو نیچے
کھسکایا تھا۔۔۔۔

فلک کی پلکیں لرز کر رہ گئی تھیں۔۔۔

کچھ لمحوں کے لیے چاند بھی گم صم سارہ گیا تھا۔۔۔

اس کے نازک سے نین نقش پر آج غور کیا تھا اور عجیب سے
احساسات میں گھر گیا تھا۔۔۔

غیر ارادی طور پر اس کی گرفت بازو پر ڈھیلی ہو گئی تھی۔۔۔۔

جو فلک نے فوراً محسوس کی تھی تیزی سے بازو چھڑا کر وہ اوپر کی طرف بڑھی تھی جب ہوش میں آتے چاند نے پھر سے اس کی کلائی تھام کر دیوار سے لگا دیا تھا۔۔۔

ایک مخصوص فاصلہ رکھتے ہوئے اس نے اپنے بازو سینے پر باندھے تھے۔۔۔

"تمہیں میرے ساتھ بہت افیت ناک زندگی گزارنی پڑے گی
فلک۔۔۔

کیا تمہیں میرے ساتھ ایک پر افیت زندگی گزارنا قبول ہے؟"

فلک تو اس کے لہجے کے بدلائو پر ہی دنگ رہ گئی تھی۔۔۔

اس پر سوال ایسا تھا کہ وہ بس چاند کی سوال پوچھتی نظروں میں دیکھتی رہ گئی۔۔۔

"میں نے پوچھا کیا تمہیں میرے ساتھ ایک پرافیت زندگی
قبول ہے؟"

اس بار چاند کی آواز کچھ اونچی ہو گئی تھی لیکن دونوں ہی نے پروہ
نہیں کی تھی۔۔

"قبول ہے۔۔"

"کیا پل پل مرنا قبول ہے؟"

اب چاند کی آنکھوں میں سفاکیت چمکنے لگی تھی۔۔

"قبول ہے"
فلک کو یہ بھی منظور تھا۔۔۔

"صرف میری ہو کر رہنا قبول ہے؟"

وہ تو ہمیشہ ہی سے اس کی تھی۔۔۔
لمحے کی تاخیر کے بغیر پھر بولی تھی۔۔۔
"قبول ہے۔۔۔"

"تو پھر مجھے بھی تم قبول ہو"

آہستگی سے اس کی ناک کی چاندی کی نتھ چھوتا وہ دروازے کے پار
چلا گیا۔۔۔

پیچھے دیوار سے لگی کھڑی فلک اس کے آخری جملے پر جیسے ہوائوں
میں اڑنے لگی تھی۔۔۔
کیا کہ گیا تھا چاند اسے۔۔۔
وہ اسے قبولیت کی سند بخش گیا تھا۔۔۔
دل سے قبولیت کی !!!

اپنی ناک کی نتھ چھوتی وہ مہک کو "سنسر" کے ساتھ یہ ماجرا
سنانے بھاگی تھی۔۔۔

شائد وجہ "سنسر" ہی تھی۔۔

کہ سب جاننے کے بعد مہک بھی کافی حد تک پرسکون ہو گئی تھی

اسے صرف اتنا پتہ چلا تھا کہ چاند نے اسے قبول کرنے کا فیصلہ کر
لیا ہے۔۔۔

اسے اپنے سر سے بڑا بوجھ ہٹتا محسوس ہوا تھا۔۔۔
فلک اس کی جڑواں تھی سوا سے فطری طور پر اس سے لگانو بھی
کافی تھا۔۔۔

پھر وہ فطرتاً معصوم سی تھی۔۔۔
بچپن سے ہی کبھی اسکول میں کبھی گلی میں کبھی کسی کزن سے ہی
پٹ جاتی پھر مہک صاحبہ آستینیں چڑھا کر میدان میں اترتیں
۔۔۔ اور سود سمیت بدلہ لے کر ہی پیچھے ہٹتیں۔۔۔

یوں بچپن ہی سے وہ اس کی باڈی گارڈ کی ذمہ داری نبھا رہی تھی

اسی لیئے بھی وہ کافی فکر مند تھی۔۔۔
لیکن اب فلک کو خوش کے ساتھ ساتھ مطمئن بھی دیکھ کر وہ
خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔۔۔
حیرت زدہ سی مہک مزید کچھ پوچھ نہیں پائی تھی۔۔۔
فلک کی خوشی اسے کوئی ناخوشگوار اندیشہ ظاہر کرنے سے روک
رہی تھی۔۔۔

دروازہ کھول کر انہوں نے جانچتی نظروں سے اس کے سپاٹ
چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔
کہاں وہ وقت جب وہ چاند کو رخصتی کے لیئے راضی کرنے کی
کوشش کر رہے تھے۔۔۔

چاند کا چلانا جھگڑنا فلک پر اٹے سیدھے الزامات کی بھرمار۔۔۔
اور کہاں اب خاموشی سے اپنی ذمہ داریاں نبھاتا چاند۔۔۔

انہیں الجھن ہو رہی تھی اُس کی خاموشی پر۔۔۔

منہ ہاتھ دھو کر جب وہ ٹاول سے خشک کرنے لگا تو اس کے ہاتھ
سے ٹاول چھین کر وہ اس کی طرف زرا سے جھکے تھے۔۔۔

"چاند! مجھے میری بھتیجیاں بہت عزیز ہیں۔۔۔
اور فلک سے تو اب بہت زیادہ اپنائیت محسوس ہوتی ہے۔۔۔
میں اس کا بال بھی بریکا ہونے نہیں دوں گا۔۔۔"

دلچسپی سے وہ کچھ دیر تک ان کے چہرے کے دھمکاتے اور خوف

کے ملے جلے تاثرات کو دیکھتا رہا پھر دھیرے سے ہنس دیا۔۔۔

"آپ فکر مت کیجیئے۔۔۔ نا میں اس کا بال بیکا کروں گا نہ کسی کو
کرنے دوں گا !!!"

وہ سمجھی نہ سمجھی کی کیفیت میں اس کی چوڑی پشت دیکھتے رہ گئے
تھے۔۔۔

پھر ٹاول تار پر ٹنگاتے ہوئے پکار بیٹھے تھے۔۔۔

"چائے پیو گے؟"

"آپ پیئیں گے؟ میں بنا لیتا ہوں۔۔۔"

انہیں کچن میں جانے سے روکتا وہ خود کچن میں کھس گیا تھا۔۔۔

وہ بیٹا بہت اچھا تھا مگر۔۔۔۔۔

مایوں کی دلہن بنی وہ لمبا سا گھونگٹ گرائے بیٹھی تھی۔۔۔
دادی نے اسے میکپ کے نام پر کاجل لگانے سے بھی منع کر رکھا
تھا۔۔۔

کہ ایسے بعد میں روپ زیادہ آئے گا۔۔۔

صرف پھولوں کے زیورات پہنے وہ بقول کوشک پھولوں کی
شہزادی لگ رہی تھی۔۔۔۔

خواتین کی باتیں اور لڑکیوں بالیوں کا شور تب تھا تھا جب لائونج
میں مرد حضرات کی انٹری ہوئی تھی۔۔۔
درمیان میں ہی سفید شلوار کمیز میں گلے میں زرد کلاہ ڈالے چاند
چلا آ رہا تھا۔۔۔

اس کے چہرے سے ظاہر تھا اسے یہ زنانہ تقریب پسند نہیں آ
رہی تھا۔۔۔

فلک کے پہلو میں جگا سنبھالتے ہوئے اس نے ایک گہری نظر اس
کے زرد آنچل میں چھپے وجود پر ڈالی تھی۔۔۔

اب لڑکوں کے آنے سے محفل میں جان پڑ گئی تھی۔۔
ان کے اونچے اونچے قمقمے۔۔

چھیڑ چھاڑ فلک کو بھی مسکرا نے پر مجبور کر رہے ی تھے۔۔

"کزن چہرہ تو دکھائو۔۔۔ ہم تو ترس گئے تمہارے دیدار کو۔۔"

وقاص اچانک ہی اس کے سامنے ایک گھٹنا ٹیک کر بیٹھتا بولا تھا

"نہیں بیٹا۔۔ سب مردوں سے پردہ کرتی ہے مایوں میں بیٹھی
لڑکی"

دادی نے آسان ترین لفظوں میں اسے باز رکھنا چاہا تھا۔۔

"تو مجھے کچھ دیر کو لڑکی سمجھ لیں۔۔۔۔"

ویسے بھی کڑھائی والا کرتا۔۔۔ گلے میں لال دوپٹہ۔۔۔ بہت سی
لڑکیوں سے زیادہ "باحیا" لگ رہا ہوں میں اس وقت۔۔۔۔"

اس کے مسکینیت سے آنکھیں پٹپٹا کر کہنے پر ہر طرف سے ہنسی
کی آوازیں گونجی تھیں۔۔۔

"فضول پن کی حد ہے یہ بندہ"

مہک کے کان میں گھسی کو شک نے منہ بنا کر کہا تھا جس پر مہک
نے توجہ نہیں دی گھی۔۔۔

اس کا سارا دھیان چاند کے تننتے نقوش پر تھا۔۔۔

"اگر یہ کچھ سنبھلنے کو تیار ہے تو کچھ کمپر و مائز ہمیں بھی کرنا چاہیے

۔۔۔۔۔ رشتے ایسے ہی چلتے ہیں "

مہک نے سوچا اور اگلے ہی پل فلک کا گھونگٹ پکڑے وقاص کو
بازو سے پکڑ کر پیچھے کیا تھا۔۔۔۔۔

"تمہیں سمجھ نہیں آرہی۔۔۔ نہیں دیکھتے چہرہ۔۔۔ روپ نہیں
آتا!"

جواباً وقاص نے منہ بنا کر کچھ کہا تھا۔۔۔
ایک بار پھر قہقروں کے ڈونگڑے برسے تھے۔۔۔
لیکن دانیہ بیگم کا دھیان مہک کے وقاص کے بازو پکڑنے پر اٹک
گیا تھا۔۔۔

شوہر کو کہنی مار کر انہوں نے ناپسندیدگی سے مہک کی طرف

اشارہ کیا تھا۔۔۔

عاشق صاحب کچھ سمجھے نہیں تھے لیکن کیونکہ بیگم نے اشارہ کیا
تھا سوزور شور سے سر ہلا کر پھر اپنی گود میں بسورتے پوتے کی
طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔

شادی کو ایک مہینہ گزر چکا تھا۔۔۔

اس ایک مہینے کے دوران چاند کا رویہ فلک کے ساتھ اتنا بہترین
رہا تھا کہ وہ اس کی اصل نیچر بالکل ہی بھول بیٹھی تھی۔۔۔۔
اس کا اصل ایک برا خواب لگتا تھا۔۔۔

وہ لوگ کسی برف پوش علاقے میں قیام پزیر تھے۔۔۔
کچھ دن تو وہ لوگ خوب گھومے پھرے تھے لیکن اب مستقل وہ

چھوٹے سے خوبصورت گھر میں بند رہتے رہتے پریشان ہو گئی تھی۔۔۔۔

وہ کوئی بہت سوشل نہیں تھی۔۔۔

لیکن وہ ہنی مون ٹرپ پر آئے تھے۔۔

سو ظاہر ہے وہ گھومنا پھرنا چاہتی تھی۔۔۔۔ پہلی بار ایسے پر فضا مقام پر آئی تھی۔۔۔

وہ نیچر سے محبت کرتی تھی۔۔

اس علاقے کو اچھی طرح دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔

لیکن جو نہیں وہ چاند سے اس بارے میں بات کرتی وہ اسے دوسری باتوں میں لگا لیتا۔۔۔۔

وہ اس پر بھی صبر کر لیتی۔۔

چاند اس کے ساتھ تھا۔۔ یہی بہت تھا اس کے لیے۔۔۔ اگر اس

کا اپنے گھر والوں سے کوئی رابطہ ہوا ہوتا۔۔۔۔!!!

کافی کا کپ اس سے لیتے ہوئے فلک نے تر چھی نظر اس پر ڈالی
تھی۔۔۔

ہمیشہ کی طرح اس کا چہرہ کسی بھی تاثر سے عاری تھا۔۔۔

"تمہارے پاس دو دو ڈمپل ہیں۔۔ اور میرے پاس ایک بھی
نہیں۔۔۔"

چاند کے گال پر ڈمپل والی جگہ انگلی کے پورے سے چھوتی وہ سچ
مچ افسوس کر رہی تھی۔۔۔

چاند آہستگی سے مسکرایا تھا۔۔
فلک کو انگلی کے نیچے گڑھا محسوس ہوا تھا۔۔

"ڈمپلز نہیں تو کیا ہوا۔۔ یہ ڈمپلز والا تمہارا ہی ہے"

جھینپ کر مسکراتے ہوئے فلک نے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا تھا۔۔

کچھ لمحے خاموشی سے سرک گئے جب گلا کھنکھارتے ہوئے وہ پھر
گویا ہوئی۔۔۔

"چاند!"

"ہم؟"

"ہم واپس کب جائیں گے؟"

اس نے چاند کے چہرے پر ناگواری چھاتی دیکھی تو مزید کچھ کہنے کی ہمت نہیں کر سکی۔۔

"لڑکیاں تو دعائیں کرتی ہیں کہ ان کا ہنی مون ٹرپ طویل ہو جائے اور تم اکتا گئی ہو ابھی سے۔۔"

نرم سے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے کافی کاسپ لیا تھا۔۔
نظریں اب بھی کسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھیں۔۔

"اکتا تو نہیں گئی۔۔ مگر مجھے گھر والوں کی بہت یاد آرہی ہے

ایک بار ان سے بات ہو جاتی تو۔۔۔"

"کیا تم نے قبول نہیں کیا تھا؟"
چاند نے چہرہ اس کی طرف موڑا تھا۔۔۔ انداز شکایتی تھا۔۔۔

"کیا؟"
وہ کچھ سمجھ نہیں سکی تھی۔۔۔

"صرف میری ہو کر رہنا!"

اس کے سنجیدگی سے کہنے پر وہ ہنس دی۔۔۔
اس کا خیال تھا وہ مزاق ہی کر رہا ہوگا۔۔۔۔

"ہاں!"

سر کو ہلکی سی جنبش دیتے ہوئے وہ بے پروائی سے بولی تھی۔۔۔

چاند کی آنکھیں روشن ہوا اٹھیں۔۔۔

"بس تو پھر اب ہم ہمیشہ یہیں رہیں گے۔۔۔ سب کو بھول جاؤ!"

"ٹھیک ہے۔۔"

وہ اب بھی چاند کے لہجے میں جھلکتی جنونیت نہیں سمجھ پائی تھی

۔۔۔

"اپنا یہ" ٹھیک ہے "یاد رکھنا۔۔۔"

اس کے ہاتھ سے کافی کا خالی کپ لے کر وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

اور پہلی بار فلک کچھ ٹھٹھک گئی تھی۔۔۔

داخلی دروازہ کھلا پا کر وہ چونکا تھا۔۔۔۔

عمیر صاحب کے ہاں ایسا ہوتا تو نہیں تھا۔۔۔۔

اندر داخل ہوا تو مزید حیران ہوا تھا۔۔۔۔ سامانے ہی کو شک کو

سیڑھیوں پر سر ہاتھوں میں دیئے بیٹھا پایا تھا۔۔۔

"کیا ہوا؟"

چونک کر سر اٹھا کر اس نے وقاص کو دیکھا تھا پھر کوفت زدہ سی
چہرہ واپس گھٹنوں میں دے کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے؟ سب خیریت ہے؟
کیا میرے دو مہینوں سے نہ آنے پر ناراض ہو گئی ہو؟"

آخری جملہ اس نے تپانے کے لیے کہا تھا اور اس مقصد میں
کامیاب بھی رہا تھا۔۔۔

"دماغ میرا ویسے ہی خراب ہو رہا ہے۔۔۔ مجھ سے کوئی مزاق
مت کرو۔۔ میں سر بھی پھاڑ سکتی ہوں تمہارا۔۔"

"شوق سے پھاڑنا۔۔۔ مگر کوئی وجہ بھی تو معلوم ہو یوں چڑیل
بن کر بیٹھنے کی۔۔۔"

اس کا جملہ غیر سنجیدہ لیکن انداز بہت سنجیدہ تھا۔۔۔

"گھر میں یا تو بالکل خاموشی رہتی ہے یا پھر طوفان اٹھا رہتا ہے

۔۔۔

امی یاروتی رہتی ہیں یا لڑتی رہتی ہیں۔۔۔

ابو سارا دن گھر سے غائب رہتے ہیں۔۔۔

اتنا وقت گزر گیا ساتھ میں بیٹھ کر کھانا نہیں کھایا ہم نے۔۔۔

کبھی بیٹھ بھی جائیں تو کوئی نہ کوئی بیچ میں اٹھ کے چلا جاتا ہے

۔۔۔۔

چاند بھائی نے یہ بالکل اچھا نہیں کیا۔۔۔

پتہ نہیں کہاں چلے گئے ہیں فلک کو لے کر۔۔۔۔۔
گھر میں دم گٹھنے لگا ہے میرا۔۔۔ یقین نہیں آتا دو مہینے پہلے ہی
یہاں کیسی رونق لگی تھی۔۔۔۔۔"

بولتے وہ پھر رونے لگی تھی اور اس سے اُس کے ذہنی کرب کا
اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔۔۔

"مل جائے گی یار وہ۔۔۔"

"اگر بس یہی کہنا ہے تو چلے جاؤ واپس"

وقاص کے کھوکھلے حوصلے پر وہ جھلا کر بولی تھی۔۔۔

"بے مروت لڑکی۔۔ میں پھپھو اور تم دونوں کو لے جانے آیا
ہوں تاکہ تم لوگوں کا دماغ زرا فریش ہو جائے۔۔
چلو جلدی سے اپنا سامان پیک کرو۔۔"

وہ جو دو سیڑھیاں چھوڑ کر ایک سیڑھی پر بیٹھ گیا تھا اٹھ کھڑا ہوا
تھا۔۔۔

ساتھ ہی ایک ہاتھ بھی اس کی طرف بڑھا دیا جسے دیکھنے کی
زحمت کیئے بغیر کوشک بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

خالی ہاتھ سر ہر پھیرتے ہوئے وہ بیچارگی سے مسکرایا تھا۔۔

وہ واپسی کے سفر میں تھے۔۔۔۔
ٹھنڈک میں رہنے کی اتنی عادت ہو گئی تھی کہ شہر کی حدود
شروع ہونے پر اسے پسینے آنے لگے تھے۔۔۔۔
حالانکہ موسم اتنا گرم نہیں تھا۔

"ٹشو!"

چاند نے ٹشو پیپر اس کی طرف بڑھایا تھا۔۔

جسے مدھم آواز میں "تھینکس" کہہ کر اس نے لے لیا۔۔

اسے رونا آ رہا تھا لیکن وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی اسے رونا کیوں آ
رہا ہے۔۔

تین ماہ بعد اپنے گھر والوں سے ملنے کا خیال رلا رہا تھا یا۔۔۔

یا؟؟؟

خالی خالی نظروں سے اس نے پہلو میں بیٹھے چاند کو دیکھا تھا

ان تین مہینوں میں وہ بالکل ہی ساری دنیا سے کٹ گئی تھی۔۔۔
صرف پہاڑ۔۔۔ برف۔۔۔ یا گھر کے در و دیوار کو تکتی رہتی۔۔۔
اور یہ اکیلا پن اور افیت ناک ہو گیا تھا جب چاند کا رویہ اس کے
ساتھ سرد ہو گیا تھا۔۔۔

وہ بالکل نہیں سمجھ پارہی تھی اس کے دماغ میں چل کیا رہا ہے

وہ پل میں تولہ ہوتا پل میں ماشہ۔۔۔

یوں لگتا تھا وہ خود بھی کسی الجھن کا شکار ہے۔۔۔

"چاند مجھے سب قبول یے بس تم میرے ہی رہنا!"

نمکین پانی کا گولہ حلق میں اتارتے ہوئے فلک نے اپنا سر آہستگی
سے اس کے شانے پر رکھ دیا تھا۔۔۔

خاموش نظروں سے چاند نے اس کے سر کو دیکھا تھا اور بے
اختیاری میں ہی اس نے لب فلک کے ریشمی بالوں پر رکھ دیئے
تھے۔۔۔

مگر اگلے ہی پل وہ جیسے اپنی اس حرکت پر چڑتا کھڑکی سے باہر
دیکھنے لگا تھا۔۔۔

وہ تو ان گلیوں کو بھی نہیں پہچانی تھی جہاں کھلتے ہوئے اس نے
سارا بچپن گزارا تھا۔۔۔

عجیب اندھیرا چھایا تھا ذہن پر۔۔۔

دوپٹہ درست کرتے ہوئے اس نے ایک بار پھر چاند کو دیکھا تھا
۔۔۔

وہ جاننا چاہتی تھی اس کے ذہن میں چل کیا رہا ہے۔۔۔
لیکن وہاں اب بھی ایک جمود تھا۔۔۔

وہ لوگ میر صاحب کے پورشن میں داخل ہوئے تھے۔۔۔
سامنے ہی تخت پر تسبیح پڑھتی دادی موجود تھیں۔۔۔

آنکھیں سکیر کر انہوں نے آنے والوں کو پہچاننے کی کوشش کی
تھی اور پہچان لینے کے بعد اچھل پڑی تھیں۔۔۔

"میرے بچے آگئے۔۔۔ یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔۔۔ اے
میر!!! عائشہ!!! عمیر!!! دیکھو کون آیا ہے!
مہک کوشک!!! تم لوگوں کی بہن آگئی ہے۔۔۔۔"

دھڑا دھڑا دروازے کھلے تھے۔۔۔۔
سب سے پہلے میر صاحب صحن میں پہنچے تھے۔۔۔
پھر سمیعہ چاچی۔۔۔ سمعان اور سارہ۔۔۔۔
اور آخر میں عائشہ بیگم مہک اور کوشک آئی تھیں۔۔۔

کچھ پل بے یقینی سے فلک کو دیکھنے کے بعد عائشہ بیگم نے اسے

سینے سے لگا لیا تھا۔۔۔

اور چاند جس الجھن کا شکار تھا۔۔۔۔

عائشہ بیگم پر نظر پڑتے کے ساتھ ہی جیسے اس کی الجھن سلجھ گئی
تھی۔۔

زہر خند سا مسکراتا وہ اپنی طرف بڑھتے میر صاحب کی طرف
متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔

اسے سینے میں بھیج لینے کی چاہ لیئے آگے بڑھتے میر صاحب کا
دل اس وقت دھک سے رہ گیا تھا جب وہ ناگواری سے چند قدم
پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔

دادی نے جو پوتے کا یہ انداز دیکھا تو وجہ جاننے کو آگے بڑھی

تھیں لیکن وہ بے مروتی سے ان کے بوڑھے ہاتھ بھی جھٹک گیا

عائشہ بیگم کے سینے سے لگی اور کوشک اور مہک کو گلے سے لگائے وہ بھی ناشتہ بھی سے چاند کو دیکھ رہی تھی۔۔

"کہاں تھے تم لوگ؟ جان پر بنی تھی ہم لوگوں کی۔۔۔
خیریت کی دعائیں کر کر کے حلق سوکھ گیا تھا میرا!!!"
عائشہ بیگم نے اسے پیچھے کر کے ڈپٹ کر پوچھا تھا۔۔۔
انداز سخت تھا لیکن آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔۔

بھگی نظروں سے انہیں دیکھتی وہ کچھ کہے بغیر سوالیہ نظروں سے چاند کو دیکھنے لگی تھی۔۔

اچٹتی سی نظر اس پر ڈال کر وہ شانے اچکا کر گویا ہوا تھا۔۔۔۔

"مجھے کیا دیکھ رہی ہو؟ میں نے پہلے ہی کہا تھا میں جھوٹ نہیں
بولوں گا۔۔۔۔

بہتر ہے تم بھی سب کو سچ ہی بتادو!"

سب کی سوالیا نظریں خود پر پڑتی دیکھ کر وہ پریشان ہو گئی تھی
۔۔۔

"کیا کہ رہے ہو چاند؟ تم مجھے اپنے ساتھ کسی پہاڑی علاقے میں
لے گئے تھے۔۔۔۔۔"

"اور وہاں جا کر تم اپنے کسی چاہنے والے کے ساتھ مجھے چھوڑ کر
چلتی بنی تھیں۔۔۔۔۔"

بگڑ کر کہتا وہ اس پر آسمان توڑ گیا تھا۔۔۔۔۔
گنگ نظروں سے اسے تکتی وہ جیسے کچھ بولنا ہی بھول گئی تھی

۔۔۔۔۔
اتنا گھٹیا الزام وہ کتنے آرام سے کھڑے کھڑے اس پر لگا چکا تھا

۔۔۔۔۔
وہ اس طرح کیسے کر سکتا تھا آخر؟
وہ بیوی تھی اس کی یا کیا تھی؟

"اے یہ کیا بول رہا ہے!"

عائشہ بیگم سب سے پہلے چیخی تھیں جبکہ میر صاحب کا ہاتھ بھی
فوراً ہی اس پر اٹھا تھا۔۔۔

ناگوار نظروں سے اپنے گال پر ہاتھ رکھے انہیں گھورتا وہ بالکل
شرمندہ نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

"بے غیرت!! کتے!! پڑ گیا نہ اپنی ماں کا اثر۔۔۔ اپنی گنشی
زبان کو لگام دے۔۔۔ تو کیا سمجھ رہا ہے۔۔۔
جو بھی کہے گا ہم یقین کر لیں گے
ہمارے سامنے پلی بڑھی ہے وہ بچی۔۔۔
فرشتوں سا کردار ہے اس کا۔۔۔۔
البتہ تیری ماں کا تجھ پر خوب رنگ چڑھا ہے"

میر صاحب نے طلاق کے بعد پہلی بار شباہت بیگم کا ذکر کیا تھا

اور ذکر کرنا بھی پڑا تھا تو اس طرح !!

وہ غصے سے پاگل ہوتے ایک اور بار اس پر ہاتھ اٹھانا چاہتے تھے
جب وہ بد لحاظی سے ان کا اٹھا ہاتھ پکڑ کر جھٹک گیا۔۔۔

"جھوٹا ہوں میں تو ثابت کر کے دکھائیں۔۔"

وہ جان بوجھ کر سمیعہ بیگم کی طرف بڑھا تھا تاکہ وہ اچھی طرح
سب سن لیں۔۔۔

"میں تو وہیں اسے غیرت میں آکر قتل کر دیتا لیکن اس بد کردار
کے خون سے میں اپنے ہاتھ گندے نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔"

فلک کے وجود سے شدید کراہیت کا تاثر دیتا وہ مہک کو قتل کر
دینے کے قابل لگا تھا۔۔۔۔

فلک تو بس زندہ لاش کی طرح کھڑی ساکت نظروں سے اپنی
بچپن کی محبت کا۔۔ اپنے شوہر کا۔۔
غلیظ ترین روپ دیکھ رہی تھی۔۔۔
اور دیکھتی ہی رہ گئی تھی۔۔۔۔
الزام پر الزام۔۔۔

بھونڈی سی خود ساختہ کہانی۔۔
کس نے یقین کیا تھا کس نے نہیں اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا
۔۔۔

اس کا اپنا مان ٹوٹ گیا تھا بلکہ ریزہ ریزہ ہو گیا تھا۔۔۔

دل کا ٹوٹنا برداشت ہو جاتا ہے مگر مان کا ٹوٹنا بہت تکلیف دیتا ہے
--

اسے سوچ سوچ کے گھن آرہی تھی وہ ایسے شخص کی محبت میں
گرفتار رہی تھی۔۔۔

کہ اس کے ساتھ قید تنہائی بھی گوارا کر لی تھی۔۔
اپنے اپنوں سے دوری بھی قبول کر لی تھی۔۔۔۔۔
ایسے شخص کے لیے وہ سجدوں میں روئی تھی۔۔
اللہ سے دعائیں کر کر کے مانگا تھا اس نے اس شخص کو۔۔
اس شخص کو!

نہ اسے چسکے لے لے کر سمیعہ بیگم کا تفصیل پوچھنا اندیشوں میں
گھیر رہا تھا نہ اس کی پارسائی کا دعویٰ کرتے میر صاحب اور دادی
کوئی خوشی دے رہے تھے۔۔۔

نہ اپنے لیئے لڑتی جھگڑتی الزامات کے جواب دیتی عائشہ بیگم'
مہک اور کوشک کوئی ڈھارس بندھا رہی تھیں۔۔۔

"پتہ نہیں کس کا گند ہے یہ !!!"

نفرت سے اس کے سراپے کی طرف اشارہ کرتا وہ مزید کچھ نہیں
کہہ سکا تھا جب فلک بول اٹھی تھی۔۔

"صحیح کہ رہا ہے یہ۔۔

جھوٹ نہیں کہ رہا۔۔۔

یہ اس کی عزم ت ہے کہ میری گندی نیچر جاننے کے باوجود یہ
مجھے مجھے رخصت کر کے لے گیا۔۔۔

مجھے سمجھانے کی۔۔ میرا پردہ رکھنے کی کوشش کی۔۔۔

لیکن فطرت بھی کبھی بدلی ہے؟

میں پتہ نہیں کس کس کے ساتھ منہ کالا کرتی رہی۔۔
تمہارا شکریہ کہ تم نے مجھے ڈھونڈ کر جان سے مار نہیں دیا۔۔
تمہارا بہت شکریہ چاند!!"

اس کی آواز دھیمی سے دھیمی ہوتی جا رہی تھی۔۔
اور اتنی دھیمی ہوتی گئی تھی کہ اسے خود بھی نہیں سنائی دے رہی
تھی۔۔۔

بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ اس نے چاند کو بھی اپنی طرف بڑھتے
دیکھا تھا۔۔۔۔

مگر اس کے دل میں خوشی کی کوئی رمتق نہیں جاگی تھی۔۔

اس کا ارادہ فلک کو ہمیشہ کے لیے سب سے دور کر دینے کا تھا

وجہ عائشہ بیگم کو تکلیف دینا تھا۔۔۔

وہ چاہتا تھا وہ اسے ذہنی اور جسمانی طور پر افیت دیتا لیکن وہ بھی نہیں کر پایا تھا۔۔۔

وہ ہر بار اس کے سامنے ہار جاتا تھا۔۔۔

وہ ہاتھ سے زک پہنچانا تو دور جی بات تھی وہ اس پر زبان کے نشتر بھی نہیں چلا پاتا تھا۔۔۔۔۔

کبھی جو کوشش کر لیتا تو وہ بگلی الٹا اسی کے لیے پریشان ہو جاتی

اس غلطی کی معافی مانگنے لگتی جو اس نے کی ہی نہیں ہوتی تھی

پھر وہ کیسے اسے تکلیف دیتا۔۔۔
وہ اسے وہاں قید نہیں کر سکتا تھا۔۔
حقیقت کی دنیا میں میں یہ ناممکن تھا۔۔
اس نے انی تمام سیونگنز اس گھر کو حاصل کرنے میں لگادی تھی

جو بچ گئی تھی اس سے کچھ مہینوں کے لیے تو وہاں رہا جاسکتا تھا
۔۔۔۔۔ لیکن ہمیشہ کے لیے نہیں۔۔

وہاں رہنے والوں کے لیے آسان تھا شدید محنت والے کام کرنا
۔۔ روز روز پہاڑ اترنا اور چڑھنا۔۔۔

لیکن اس جیسے شہری کے لیے ناممکن تھا یہ سب۔۔۔
وہ بھی اس صورت جب پیچھے فلک تنہا اس پہاڑی پر موجود ہو۔۔
سارا سارا دن کے لیے اسے چھوڑ کر چلے جانا آسان نہیں تھا۔۔۔
نتیجتاً اسے واپس آنا پڑا تھا۔۔

مگر وہ سخت کوفت زدہ تھا کہ وہ کیوں اپنی ماں پر لگائی گئی تہمتوں کا جواب نہیں دے پایا تھا عاشرہ بیگم کو۔۔۔۔

سارا سفر وہ ایک اندیکھی آگ میں جلتا رہا تھا۔۔۔۔۔
اور عاشرہ بیگم پر نظر پڑتے کے ساتھ ہی اس کا دماغ بالکل آٹوٹ ہو گیا تھا۔۔

جو ہو گیا تھا اس کا ایسا کوئی باقاعدہ ارادہ نہیں تھا۔۔
بس وہ اپنی فطرت اور غصہ کے ہاتھوں مجبور ہوتا یہ سب کر گیا تھا۔۔۔

بالکل غیر اعلادی طور پر۔۔۔۔۔

آگے کیا ہو سکتا تھا اس نے سوچنے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔
وہ ہوش میں تو تب آیا تھا جب فلک ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی تھی۔۔۔

مگر اسے فلک کے قریب بھی نہیں جانے دیا گیا تھا۔۔

میر صاحب نے اسے دھکے مار کر گھر سے باہر نکال دیا تھا۔۔۔۔
اور اس وقت شباہت بیگم کے زانوں پر سر رکھے وہ ان کی باتیں
سنتا خود کو بہلانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

"تہمت لگانے کا حق صرف اس کے پاس ہے۔۔۔
اب خود پر پڑے گی تو سمجھ آئے گی جاہل عورت کو۔۔
مجھ سے حسد کا شکار تھی وہ میری عمارات سے جلتی تھی۔۔
اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ میری کردار کشی کرے وہ بھی
میری اپنی اولاد کے آگے۔۔

اسی عورت کی وجہ سے ہی مجھے طلاق ہوئے ہے۔۔۔۔
تمہاری دادی کی بھانجی تھی۔۔۔
مجال ہے جو کبھی مجھے اس سے زیادہ اہمیت کبھی دی ہو۔۔
ہر چیز میں برابر کی قصور وار تھیں وہ بڑی بی بھی!"

"امی!!!"

اس کی سسکتی آواز نے انہیں بریک لگانے پر مجبور کیا تھا۔۔۔
جھک کر انہوں نے اس کی پیشانی چومی تھی۔۔۔

"میں نے ٹھیک کیا نہ؟"

یہ سوال اس نے پہلی بار نہیں پوچھا تھا۔۔۔۔
دسویں بار ہو چھا تھا۔۔۔۔
ان کی تیوری چڑھی تھی لیکن ظاہر کیئے بغیر وہ پھر بولی تھیں۔۔

"بلکل ٹھیک کیا!!!!"

آتی سردیوں کی سرد شام تھی۔۔
ہوا تیز ہو چکی تھی۔۔۔

عمیر صاحب کے سفید کپڑے کسی بھی وقت تار سے زمین پر گر
سکتے تھے۔۔

اس سے پہلے ہی وہ دوڑتی ہوئی صحن میں چلی آئی تھی۔۔
تار آدھی گرتی کمیز کو سب سے پہلے اتار کر بازو پر ڈالا تھا۔۔۔

سارے کپڑے لیئے جب وہ کمرے میں دلاخل ہوئی تو کو شک کو
بڑے غور و خوض سے اسے دیکھتا پایا۔۔۔

"کیا دیکھ رہی ہو اتنے غور سے؟"

"یہ بالکل "ان" پر گیا ہے۔۔۔ اور مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی۔۔
اسے تم پر جانا چاہیے تھا۔۔۔"

چاند کا ذکر ان کے گھر میں جب ہوتا تھا یو نہی "اس، وہ، شخص"

کر کے ہی ہوتا تھا۔۔۔۔

پھیکے پڑتے چہرے کے ساتھ اس نے کپڑے بیڈ پر رکھے تھے

۔۔۔۔

مہک نے آئینے سے گھور کر کوشک کو دیکھا تھا۔۔۔

وہ وہ نخل سی گردن پر ہاتھ مسل کر رہ گئی۔۔۔

"بظاہر کسی پر بھی چلا جائے۔۔۔ مگر میری دعا ہے اس کی فطرت
ماں اور باپ دونوں جیسی نہ ہو!"

مہک نے گردن موڑ کر اور کوشک نے سر اٹھا کر بغور اس کی
طرف دیکھا تھا۔۔۔

"کیوں؟ تم تو اچھی ہو نہ"

کوشک ہونق پن سے بولی تھی۔۔۔
فلک بے ساختہ مسکرا دی۔۔۔

"کوئی اچھا یا برا نہیں ہوتا۔۔۔"

اچھی بری عادتیں ہوتی ہیں۔۔۔
کسی میں اچھی عادتیں زیادہ ہوتی ہیں کسی میں بری !!!

"ایک ہی بات ہوئی !
تم میں اچھی عادتیں زیادہ ہیں۔۔
سو اسے تم پر جانا چاہیے۔۔۔"

کوشک فیصلہ کن انداز میں بولی تھی ساتھ ہی بھانجے کے ننھے
سے وجود کو اٹھا کر سینے میں بھینچ لیا۔۔۔

"مجھ میں اچھی عادتیں زیادہ نہیں ہیں۔۔۔
بری عادتیں کم ہیں بس !"

"بچی کا دماغ پلپلا کر دیا ہے تم نے۔۔"

بونگی سی شکل بنائے بیٹھی کو شک کا سر سہلاتے ہوئے مہک نے
فلک کو ڈپٹا تھا۔۔۔

اگلے ہی پل تینوں ہنسی تھیں۔۔۔

"مجھ میں کمزوریاں بہت ہیں۔۔۔

کسی کی محبت میری کمزوری ہے۔۔

کسی کے آنسو۔۔۔۔

کسی کی نفرت مجھے کمزور کر دیتی ہے۔۔۔

میں چاہتی ہوں یہ بہت مضبوط ہو۔۔۔

دنیا کی کوئی چیز اس کی کمزوری نہ بنے۔۔۔۔"

"پہلی بار کچھ صحیح بولا ہے تم نے۔۔۔ شایان اپنی مہک خالہ پر
جائے گا۔۔۔

خالہ جیسا ہی نڈر۔۔۔ رائٹ!"

"رانگ!!"

کوشک نے منہ بنا کر اسے مہک کی گود سے واپس لینے کی کوشش
کی تھی۔۔۔

"تم پر گیا تو سب کی زندگی اجیرن کر دے گا۔۔۔

یہ اپنی کوشک خالہ پر جائے گا۔۔۔

معصوم معصوم بہادر سا"

"بات سنی اس کی فلک!"

معصوم معصوم بہادر سا۔۔۔۔۔"

ان تینوں کے ہنسنے بولنے کی آوازیں سنتی عائش بیگم بے ساختہ
مسکرا دیں۔۔۔۔۔

جائے نماز لپیٹتے ہوئے بھی ان کے دل سے اپنی بیٹیوں کے اچھے
نصیبوں کے لیے دعائیں نکلتی رہی تھیں۔۔۔۔۔

لائونج کی ڈسٹنگ کرتے ہوئے اس نے ٹی وی بھی کھول لیا تھا

۔۔۔

صوفے پر کپڑا مارتے ہوئے اس کے کانوں سے مانوس آواز

ٹکرائی تھی۔۔۔

کپڑا ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرا تھا۔۔۔
گہری سانس لے کر وہ جب تک پلٹی تھی کسی آنے والے ڈرامے
کی جھلکیاں ختم بھی ہو چکی تھیں لیکن وہ اس کی جھلک دیکھ چکی
تھی۔۔۔

"کہاں پہنچ گئے تم چاند۔۔۔
تمہیں کب سے ایکٹنگ میں دلچسپی ہو گئی؟
شائد تمہارے اس ڈرامے کے بعد سے۔۔۔
بہت اچھی ایکٹنگ کرتے ہو تم اس میں تو کوئی شک نہیں۔۔
بہت آگے جاؤ گے اس فیلڈ میں۔۔۔"

کپڑا واپس اٹھا کر اپنے کام مصروف وہ تصور میں اس سے مخاطب

تھی۔۔

"کبھی نہیں سوچا تھا تم وہاں جا پہنچو گے اور میں تمہارے بیٹے
کے ساتھ اُس شہر سے بھی دور چلی جائوں گی۔۔۔
وہ پاک ذات ایسے ہی تو اپنا احساس دلاتی ہے۔۔
جیسا انسان سوچتا ہے ویسا ہوتا نہیں۔۔
اور جس کا انسان وہم و گمان بھی نہیں کرتا وہ ہو جاتا ہے۔۔"

میر آفندی سے طلاق لے کر انہیں کوئی پچھتاوا نہیں ہوا تھا

۔۔۔

باپ کی ناراضگی کی پروہ کیئے بغیر انہوں نے اپنی پسند سے شادی

کر لی تھی اور ایک آزاد اور پرسکون زندگی جیسی کہ انہوں نے
چاہی تھی جینے لگی تھیں۔۔۔۔

پیچھے مڑ کر دیکھنے کی انہیں ضرورے ہی نہیں پڑی تھی۔۔
چاند کی کمی پوری کرنے کو بازل ان کی زندگی میں آگیا تھا۔۔
کئی سال وہ خوشیوں کے ہنڈولوں میں جھولتی رہیں یہاں تک کہ
ایک خوفناک ایسیڈنٹ میں انہوں نے اپنے آئڈیل شریکِ حیات
اور بیٹے کو کھو دیا۔۔۔

دو سال تو ایک صدمے کی کیفیت میں گزر گئے اور جب ہوش
ٹھکانے آئے تو ان کے دل میں اچانک ہی چاند کے لیے بے پناہ
محبت جاگ گئی۔۔۔

کافی تگ و دو کے بعد جب وہ اس تک پہنچیں تو اس کے جنونی و
شکی طبیعت نے دل اور دکھا دیا۔۔۔۔

یہ جان کر کہ اس سب میں عائشہ بیگم کا ہاتھ ہے اور انہوں نے

اٹے سیدھے فسانے بنا بنا کر چاند کے دل میں ان کے لیے نفرت
بھردی ہے ان کو بھی غصہ آگیا۔۔۔

سوانہوں نے بھی اپنی ایسی مظلومیت کی داستان بنا کر سنا دی کہ
وہ جزباتی و گرم دماغ کا شخص فوراً ہی موم ہو گیا۔۔۔

لیکن سب کچھ مرضی کے مطابق بھی نہیں ہو سکتا تھا اب۔۔۔
انہوں نے چاند کو پا تو لیا تھا لیکن کوشش کے باوجود اس کی
ذہنیت نہیں بدل پائی تھیں۔۔۔

وہ ان پر روک ٹوک کرتا رہتا جیسے کبھی میر صاحب کرتے تھے
لیکن ان کے انداز میں بیچارگی و عاجزی ہوتی تھی۔۔۔
جبکہ چاند بد لحاظی کے تمام رکارڈ توڑ دیتا تھا۔۔۔

وہ اس سے دور بھی نہیں ہونا چاہتی تھیں اور اس کی روک ٹوک
پر گھٹن بھی محسوس کرتی تھیں۔۔۔

عجیب ہی الجھن تھی۔۔۔۔

انہوں نے اسے آزاد ماحول سے متعارف کروایا تھا۔۔

تاکہ وہ کچھ آزاد خیال ہو جائے۔۔

شوبز کی دنیا میں ان کے کافی تعلقات تھے۔۔

پھر اس کی بظاہری شخصیت بھی ایسی تھی کہ وہ جلد ہی چھا گیا تھا

۔۔۔۔
لیکن !!!

صوفے کی پشت سے سر اٹھا کر انہوں نے سر کو آہستہ آہستہ دبایا
تھا۔۔

آج شام ہی ہونے والا واقعہ سوچتی وہ نئے سرے سے شرمندہ ہو
گئی تھیں۔۔۔

مشہور و معروف پروڈیوسر کے ساتھ کھڑی وہ خوش گپیوں میں
مصروف تھیں۔۔

ان کی سیاہ ساڑھی چادر کی طرح ان سے لپٹی ہوئی تھی اور یہ چاند
ہی کی وجہ سے تھا جو شوبز کی دنیا میں چراغ آفندی کے نام
سے مشہور ہو رہا تھا اور اس پارٹی میں ان کے ساتھ ہی مدعو تھا

جب ان کے ساڑھی پہننے کے انداز کا مزاق اڑاتا پروڈیوسر
(شباہت بیگم اپنی بولڈنس کی وجہ سے کافی مشہور تھیں)
اس وقت اچھل پڑا تھا جب اچانک ہی وہاں آکر چاند نے ناگواری
سے اس کا ہاتھ شباهت بیگم کے گرد سے ہٹایا تھا۔۔۔
اور شرم و حیا پر اچھا خاصہ لیکچر دے کر انہیں لے کر وہاں سے
چلا آیا تھا۔۔۔

ان کی تو نظریں نہیں اٹھ رہی تھیں شرمندگی سے۔۔۔۔
خدا جانے کس نے اس واقعے کی ویڈیو بنا کر پھیلا دی تھی۔۔
سوشل میڈیا پر گھنٹے بھر میں ٹرینڈ بن چکا تھا۔۔۔
آنے والے ڈراموں کی جھلکیوں ہی سے اس کی سبز آنکھوں اور
وجاہت پر فدا ہو جانے والی لڑکیاں اب طنزیہ پوچھ رہی تھیں کہ
وہ خود پر کیوں نہیں پابندیاں لگا لیتا۔۔۔
اسے ماڈرن ملا کہ کر چھیڑا جا رہا تھا۔۔۔۔
راتوں رات وہ شہرت کی بلندیوں پر پہنچا تھا اور راتوں رات ہی وہ
متنازعہ شخصیت بن چکا تھا۔۔۔
شوبز میں مکمل آنے سے پہلے ہی وہ سوشل میڈیا پر زیر بحث
رہنے لگا تھا۔۔۔

یہ اچھا تھا یا برا تھا لیکن ان کے اپنے لیے بہت برا ثابت ہو رہا تھا

انہیں کچھ بھی کر کے چاند کو نارمل کرنا تھا اور اس کے لیے انہیں
چاہیے تھی فلک کی مدد!!

وہ تقریباً ایک سال کے عرصے میں اتنا تو جان گئی تھیں کہ چاند
فلک سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔۔۔
اور یہ اس کی شرمندگی ہی تھی جو اسے آفندی ہائوس جانے سے
روک رہی تھی۔۔

"مجھے فلک سے ملنا ہی ہو گا۔۔۔"

ساڑھی کا پلو سنبھالتی وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھیں لیکن
راستے میں پڑنے والے چاند کے کمرے میں بلا ارادہ ہی گھس گئی

تھیں۔۔۔

وہ شاید واش روم میں تھا۔۔

سامنے ہی لیپ ٹاپ کھلا ہوا تھا جہاں اس کی شادی کی تصویر چمک رہی تھی۔۔

انہوں نے دلچسپی سے جھک کر بغور اس تصویر کو دیکھا تھا۔۔

"یہ تو بہت پیاری ہے"

انہوں نے فلک کو پہلی بار دیکھا تھا اور کھلے دل سے اس کی تعریف کی تھی۔۔

"کیا دیکھ رہی ہیں؟"

نیلا گائون باندھے وہ بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔
لیپ ٹاپ اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا تھا۔۔

"فلک کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ بہت پیاری ہے"

"سو تو ہے۔۔۔"

اداسی سے مسکراتے ہوئے اس نے نظریں تصویر پر جمادی تھیں

--

"تم اسے منالائو چراغ!
تم بتاتے ہو کہ وہ تم سے بہت محبت کرتی ہے۔۔۔
تو وہ تمہیں معاف کر دے گی مجھے یقین ہے"

"مجھے بھی یقین ہے۔۔۔۔۔ لیکن میں خود میں اتنی ہمت نہیں
پاتا کہ اس کا سامنہ کروں۔۔۔"

اس کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں۔۔۔

"ہو سکتا ہے وہ تمہارا انتظار کر رہی ہو۔۔۔"

انہوں نے اسے اکسانا چاہا۔۔۔

"میں نے کہا نہ میں ہمت نہیں رکھتا۔۔۔

میں اس دنیا کا سب سے بدتر شوہر ہوں۔۔۔

میں نے اس معصوم سی لڑکی کو اپنی انا میں آکر رلایا۔۔۔ نہ کے
صرف رلایا بلکہ اسے۔۔۔ اپنی بیوی کو! بدنام کرنے کی کوشش
کی۔۔۔

اس کے پاک صاف دامن پر کیچڑ اچھالا۔۔
اور اب شرمندہ ہو کر بھی معافی مانگنے کی ہمت نہیں رکھتا۔۔
کتنا بزدل۔۔ کتنا گھٹیا ہوں میں۔۔"

بالوں میں انگلیاں پھنسا کر وہ باقاعدہ سسک اٹھا تھا اور وہ کچھ بھی
نہیں کر سکی تھیں سوائے فلک سے ملنے کا عزم کرنے کے۔۔

آمنے سامنے بیٹھے وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی طرف دیکھنے
سے مکمل گریزاں تھے۔۔۔۔
شباہت بیگم کی بھی تمام تر پر اعتمادی نا جانے اس وقت کہاں جا
چھپی تھی۔۔

گلا کھنکھار کر انہوں نے ایک بار پھر چور نظروں سے میر صاحب کو دیکھا تھا۔۔۔۔

سوائے بالوں کی سفیدی اور کچھ جھریوں کے ان میں کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔۔

ہاں نظر کا چشمہ بھی تھا جو ان کے بارعب چہرے پر بہت بچ رہا تھا۔۔۔

اگر وہ بہت دولت مند ہوتے یا "کھلے ذہن" کے ہی ہوتے وہ تب بھی یقیناً ان کے ساتھ رہنے کے لیے تیار ہو جاتیں۔۔۔ اور بھول جاتیں اپنی نام نہاد محبت کو۔۔۔ جو شکل صورت، آزاد ذہنیت، اور دولت دیکھ کر انہیں بازل کے والد سے ہوئی تھی۔۔۔

لیکن ایک تو میر صاحب کا ڈل کلاس ہونا۔۔۔ پھر جوائنٹ فیملی۔۔۔ اوپر سے ان کی روایتی مشرقی مردوں والی

سوچ۔۔۔۔

سر جھٹک کر انہوں نے گویا تمام سوچوں کو بھی جھٹکا تھا۔۔ پھر
التجائیا انداز میں کہا تھا۔۔۔

"مجھے پلینز فلک کے گھر کا ایڈریس دیں۔۔۔
دوسرے شہر ہے۔۔۔ دوسرے ملک بھی ہوتی تو میں وہاں بھی
چلی جاتی اسے منانے۔۔۔۔"

"وہ لوگ مجھ سے بھی ناراض ہیں۔۔۔ آپ سوچ سکتی ہیں ان کا
رویہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا!
آپ برداشت بھی نہیں کر پائیں گی اور نتیجتاً معاملات اور بگڑ
جائیں گے۔۔۔"

"میں برداشت کر لوں گی۔۔۔ چراغ کے لیئے میں سب
برداشت کر لوں گی۔۔۔"

جزباتی ہو کر کہتے ہوئے انہیں ناجانے ایسا کیوں لگا تھا کہ میر
صاحب مسکرائے تھے۔۔۔
لیکن نہیں ان کا چہرہ تو اب بھی بے تاثر تھا۔۔۔

وہ بلا وجہ ہی خفت کا شکار ہو رہی تھیں۔۔۔

"اچھی طرح سوچ لو۔۔۔"

"میں نے اچھی طرح ہی سوچا ہے تب ہی یہاں ہوں۔۔۔"
ان کا اشارہ آفندی ہائوس کی طرف تھا۔۔۔

کچھ پل وہ چائے کے خالی کپ کو گھورتے رہے پھر شانے اچکا کر
"جیسی تمہاری مرضی" کا اشارہ دیا۔۔۔۔

کار کی کھڑکی پر کہنی ٹکائے وہ خالی خالی نظروں سے آفندی ہائوس
کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

ایک سال کے عرصے میں گنتی کے چند دن ہی ہوں گے جب وہ
یہاں آ نہیں سکا تھا۔۔۔

ہر بار وہ خود میں اندر جانے کی ہمت پیدا کرنے کی کوشش کرتا
لیکن خود پر اٹھی دو بے یقین شکوہ کنہ نظریں اسے روک دیتیں

۔۔۔۔

"کیسے سامنا کروں میں اس کا؟

یہ تو تہ ہے کہ میں اس سے بہت پیار کرتا ہوں اس کے بغیر نہیں
رہ سکتا.. اور کتنی دیر کروں میں۔۔۔۔

وہ بالکل ہی مجھ سے بد ظن نہ ہو گئی ہو۔۔

شائد کہ وہ میری طرف اب دیکھنا بھی نہ چاہے۔۔

لیکن میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔

مجھے اس سے ملنا ہے۔۔۔۔ اسے منانا ہے۔۔۔۔۔

پہلے ہی بہت دیر کر دی ہے میں نے۔۔۔۔"

دل و دماغ میں ہر بار ہی یہ جنگ چھڑتی تھی۔۔۔۔۔

دماغ روکتا تھا۔۔ دل اکساتا تھا۔۔

ہمیشہ دماغ کی مان کر خاموشی سے لوٹ جانے والے نے آج دل

کی ماننے کی ٹھانی تھی۔۔۔

ٹھنڈی سانس بھر کر وہ گاڑی سے نکلا تھا۔۔۔۔
ایک طائرانہ نظر خالی گلی پر ڈال کر اس نے ہاتھ دستک کے لیے
بڑھایا تھا مگر پھر پیچھے کر لیا۔۔۔۔
کچھ دیر تک یو نہی کھڑا سوچوں میں گم رہا یہاں تک کے قریب
سے کوئی سائل کل گھنٹی بجاتی اسے ہوش دلاتی گزر گئی۔۔۔

اگلے ہی پل اس نے زوردار دستک دے ڈالی۔۔۔

"وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے دادی؟
اس گھر کو چھوڑ کر کیسے جا سکتی ہے وہ؟
کیا اسے بالکل یقین نہیں رہا تھا مجھ پر؟
بہت ناراض ہو گئی تھی وہ مجھ سے؟"

دادی کا ہاتھ تھامے وہ ان سے پوچھ تو رہا تھا۔۔۔۔
لیکن سبز آنکھوں میں ایک خوف بھی تھا۔۔
اگر انہوں نے کہاں "ہاں! وہ تجھ سے بالکل ناامید ہو کر گئی
ہے" تو وہ کیا کرے گا؟
وہ تو بالکل ٹوٹ جائے گا۔۔۔

خود کے ٹوٹنے کی فکر اسے فوراً ہوئی تھی۔۔۔

"یہاں سے جانے کا فیصلہ اس کا نہیں تھا۔۔۔
وہ کوئی فیصلہ کرنے کے قابل ہی نہیں تھی اس وقت۔۔۔"

دادی نے چوٹ لگانا ضروری سمجھا۔۔۔

"تیرا عمیر چاچا سودا کا جزباتی ہے۔۔۔
منہ بھی نہیں لگایا، گھر کا سودا کیا اور چلتا بنا۔۔۔
تو یقین نہیں کرے گا لیکن عائشہ نے بھی اسے روکنے کی بہت
کوشش کی تھی۔۔۔"

مگر عمیر کے ساتھ مہک اور کوشک کا بھرپور ساتھ تھا۔۔۔"

دادی بیٹھے بیٹھے جیسے پھر اس لمحے میں جا پہنچی تھیں۔۔۔

"اوپر کون ہے اب؟"

"عمیر کے ہی کوئی جاننے والے ہیں۔۔۔"

جواب دیتے ہوئے انہوں نے ہمدردی سے اس کا بجھتا چہرہ دیکھا
تھا۔۔۔

"یقیناً یہ اپنی ماں کے کل یہاں آنے سے واقف نہیں ہے"

اندازہ لگاتے ہوئے انہوں نے گردن موڑ کر لوازمات سے بھری
ٹرے لیئے چلی آتی سارہ کو دیکھا تھا۔۔۔

پیچھے ہی سمیعہ بیگم بھی چائے کے کپوں سے سچی ٹرے لیئے چلی آ
رہی تھیں۔۔۔

وہ دکھی سا مسکرا دیں۔۔۔

ایک سال کے عرصے میں چند ایک بار ہی حمیر صاحب کے گھر
سے صرف سارہ ہی آئی تھی۔۔

وہ بھی ایک بار پیاز مانگنے، ایک بار مرچ مانگنے بھی۔۔۔
اور ایک بار سفید دھاگا لینے۔۔

اب ان کی لگاوٹ دیکھنے والی تھی۔۔

یوں بھاگتی پھر رہی تھیں دونوں ماں بیٹی۔۔ جیسے نا جانے اکیلے پڑ
جانے کے بعد انہوں نے دادی کا کتنا خیال رکھا ہو۔۔۔

جیسے سارا گھر وہی تو سنبھالتی آئی ہوں سب کے چلے جانے کے
بعد۔۔۔

اور یہ سب کیا جا رہا تھا چاند کے چراغ بن جانے کی وجہ سے۔۔۔

"ماشا اللہ اتنے پیارے لگ رہے ہو۔۔

واقعی اور پیارے ہو گئے ہو یا بہت وقت بعد دیکھنے کی وجہ سے
ہے۔۔؟"

سمیعہ چاچی نے چائے کا کپ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے
لگاؤٹ سے پوچھا تھا۔۔۔۔

"یہ اسے ٹی وہ پر دیکھنے اور لمبی ساری گاڑی میں آنے کی وجہ سے
ہے۔۔۔"

دادی کے طنزیہ جواب پر دونوں ماں بیٹی کے چہرے بگڑے تھے
جبکہ چاند اپنی بے ساختہ مسکراہٹ چھپا نہیں پایا تھا۔

"چاند بھائی سوشل میڈیا پر ہر طرف آپ ہی آپ ہیں۔۔۔"

سارہ کے تبصرے پر چاند نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔
اور یہ بات سارہ کو بالکل اچھی نہیں لگی تھی۔۔۔

"تب ہی تپانے کو بولی تھی۔۔۔"

آپ نے پارٹی میں کیسے اس پروڈیوسر کو شرم و حیا پر لیکچر دیا تھا

۔۔

"آپ کو "ماڈرن ملا" کہ رہے ہیں سب۔۔۔"

سارہ کا خیال تھا چاند آپے سے باہر ہو جائے گا لیکن وہ اب بھی
کمال بے نیازی سے چائے پیتا رہا۔۔۔

"کوئی کچھ بھی کہے۔۔۔ لیکن مجھے آپ کی باتیں بالکل ٹھیک
لگیں۔۔۔"

اس بیچاری نے اپنا امیج پھر سے بحال کرنا چاہا تھا جو اس کے خیال
میں اس کی پچھلی بات پر خراب ہو گیا تھا۔۔۔۔

سمیعہ بیگم نے بیٹی کو چپ رہنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔۔

"آج تم چلے آؤ ہو۔۔۔ کل تمہاری ماں بھی یہاں آئی تھی۔۔۔۔
سب خیریت تو ہے؟"

سمیعہ بیگم نے تو ایسے ہی بات بڑھانے کی غرض سے پوچھا تھا
لیکن چاند کے چہرے کے تاثرات انہیں چونکا گئے تھے۔۔۔

حیران سوالیاء نظروں سے اس نے دادی کی طرف دیکھا تھا جو بہو
کو گھور کر رہ گئی تھیں۔۔۔۔

گھر پہنچتے کے ساتھ ہی اسے ملازم سے پتہ چلا تھا کہ شباہت بیگم
"آؤٹ آف سٹی" جانے کا کہہ کر گئی ہیں۔۔۔

سر تھام کر صوفے پر گرتے ہوئے وہ سمجھ نہیں پایا تھا اسے خوش

ہونا چاہیے یا غصہ کرنا چاہیے۔۔۔

"کافی !!! سب سے پہلے مجھے کافی پینی چاہیے۔۔۔"

دُکھتے سر پر آہستہ آہستہ مکے مارتے ہوئے اس نے ملازم کو پکارا
تھا۔۔۔

فلک نماز پڑھ رہی تھی اور مہک چند گلایاں چھوڑ کر چھوٹے ماموں
کے گھر گئی ہوئی تھی۔۔۔
سو بروں میں سب سے برا منہ بنا کر شال اچھی طرح لپیٹتی کو شک
کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔

لیکن اس سے پہلے ہی عمیر صاحب دروازے تک پہنچ گئے تھے

اس کا خیال تھا مہک ہی آئی ہوگی سو تھر تھر کانپتی واپسی کے لیے
مڑی تھی مگر اجنبی آواز پر حیران سی دروازے کی طرف پھر سے
پلٹی تھی۔۔۔۔

دوسری طرف عمیر صاحب میر صاحب کے ساتھ شباہت بیگم کو
دیکھ کر دنگ رہ گئے تھے۔۔۔

حیرت اس قدر تھی کہ جھینپی سی شباہت بیگم کے سلام کا جواب
دینا بھی بھول گئے تھے۔۔۔۔

"کون آگیا جو یوں۔۔۔۔"

عائشہ بیگم کی اپنی آواز بھی حلق میں ہی بند ہو گئی تھی۔۔۔
شباہت بیگم ان سے ایک دو سال بڑی ہی ہونگی لیکن اس وقت
ان سے دس سال چھوٹی لگ رہی تھیں۔۔۔

ٹرائوز پر شرٹ پہنے اوپر دیدار زیب شال ڈالے ہلکی پھلکی
جویلری میں وہ انہیں نئے سرے سے احساس کمتری کا شکار کر گئی
تھیں۔۔۔

انہیں لگ رہا تھا وقت پھر سے پچیس سال پیچھے چلا گیا ہے۔۔۔

داڑھی کھاتے میر صاحب نے گلا کھنکھار کر شباہت بیگم کا
تعارف کروایا تھا حالانکہ وہ جانتے تھے اس کی ضرورت نہیں
تھی۔۔۔

"یہ شباهت ہیں۔۔۔ فلک سے ملنا چاہتی ہیں۔۔۔"

انہوں نے آگے کیا کہا تھا کوشک نے توجہ دینے کی ضرورت
محسوس نہیں کی تھی۔۔۔

"شباہت؟ شباهت تائی!
چاند بھائی کی امی۔۔۔"

ساری بیزاری اڑن چھو ہوئی تھی۔۔۔
اسے جلد از جلد یہ خبر فلک تک پہنچانی تھی۔۔۔

کمرے میں چار افراد تھے لیکن بالکل خاموشی تھی۔۔۔
وقتاً فوقتاً کوئی بے وجہ کھانس لیتا اور پھر شر مندہ سا ہو جاتا۔۔۔

درمیان میں چائے کے ساتھ لوازمات میز پر رکھے تھے۔۔۔
لیکن کسی نے ٹھنڈی پڑتی چائے کی طرف ہی اب تک نہیں دیکھا
تھا۔۔۔

باہر کچھ شور سا اٹھا تھا پھر مہک نے لائونج میں انٹری ماری تھی
۔۔۔

حیرت بھری ایک بھرپور نظر اس نے شباہت بیگم پر ڈالی تھی اور
اگلے ہی پل ہاتھ پر ہاتھ مار کر چہک اٹھی۔۔۔

"یا اللہ آپ کا شکر! میرے تایا ابو میں بھی عقل آئی۔۔۔۔"

شادی مبارک تایا ابو۔۔۔۔

میں آپ کے لیے بہت خوش ہوں۔۔۔ کوئی اور آپ کا ساتھ
دے نہ دے۔۔۔ میں اس معاملے میں پوری طرح آپ کے

ساتھ ہوں۔۔۔۔

میں ہمیشہ سوچتی تھی ہماری زندگی میں کسی چیز کی کمی ہے۔۔۔
انہیں دیکھتے کے ساتھ ہی اندازہ ہوا ایک پیاری سی تائی امی کی کمی
ہے۔۔۔۔"

وہ اپنی ہی ہانکے جا رہی تھی۔۔۔۔

شباہت بیگم اور میر صاحب گڑ بڑا کر رہ گئے تھے۔۔۔

"چپ کر جاتو۔۔۔ کچھ بھی بولتی ہے۔۔۔ جا، جا کے فلک کو
بھیج۔۔۔"

ماں کی جھاڑ پر ہونٹ لٹکا کے وہ ایک بار پھر چھیڑتی نظروں سے
شباہت بیگم اور میر صاحب کو دیکھتی کمرے سے نکل گئی اور اس
کے نکلتے ہی عائشہ بیگم بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔۔

میں زرا کچن سے آتی ہوں۔۔۔ کچھ کام چھوڑ آئی تھی۔۔۔"

کچن کا کام تو بہانہ تھا۔۔۔ اصل مقصد مہک کا دماغ ٹھکانے لگانا تھا

۔۔۔

میر صاحب کو بھی سگرٹ کی طلب نے اٹھنے پر مجبور کر دیا تھا
جب فلک شایان کو اٹھائے چلی آئی تھی۔۔۔

دونوں کو سلام کر کے اس نے پہلے میر صاحب کی آنکھوں کی
بڑھتی چمک کو دیکھا تھا جو شایان کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں
آئی تھی پھر اپنے باپ کو۔۔۔ جن کے نقش تن گئے تھے۔۔۔
ان کی ناگواری کی پروہ کیئے بغیر اس نے شایان کو میر صاحب کی
طرف بڑھایا تھا جو ایک لمحے کو حیراب ہوئے تھے مگر اگلے ہی
پل تشکرانہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے شایان کو فلک سے
لے چکے تھے۔۔۔

"پہچانا کون؟ ہاں دادا"

اسے لے کر نکلتے ہوئے وہ بے پناہ خوشی کا شکار ہوتے بچے ہی بن گئے تھے جبکہ عمیر صاحب بھی منہ بنائے ان کے پیچھے نکلے تھے

ٹھنڈی سانس لے کر وہ شباہت بیگم کی طرف متوجہ ہوئی تھی جن کی تمام توجہ باہر سے آتی شایان کی کلکاریوں پر تھی۔۔۔

انہیں میر صاحب نے شایان کا بتایا تو تھا اور انہیں بہت خوشی بھی ہوئی تھی لیکن پوتے کو سامنے دیکھ کر وہ اتنی جزباتی ہو جائیں گی انہیں بالکل اندازہ نہیں تھا۔۔۔۔

"پوتا!"

ان کے لبوں سے بے آواز نکلا تھا۔۔۔

جو کام میر صاحب نہیں کر سکے تھے۔۔ چاند نہیں کر پایا تھا وہ
شایان نے کر دکھایا تھا۔۔۔

وہ محسوس کر رہی تھی کہ وہ بیٹھے بیٹھے بوڑھی ہو گئی ہیں۔۔

ان کے فریش چہرے پر جھریاں ہی جھریاں آچکی ہیں۔۔

ان کے ڈائی کیئے سیاہ بالوں میں سفیدی اتر آئی ہے۔۔

انہیں چاند اور بازل سے محبت تھی لیکن ایسی شفقت انہیں پہلی
بار کسی سے محسوس ہوئی تھی۔۔

یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ وہ جو باہر تھا۔۔ ان کا پوتا تھا۔۔

وہ دادی تھیں اس کی۔۔۔

"دادی! دادی!"

انہیں سوچ کر ہنسی آئی تھی۔۔۔

معصوم سی آواز کانوں میں گونج رہی تھی۔۔۔۔

حیرت بھری نظروں سے انہیں دیکھتی فلک اس وقت ڈر کر اچھلی تھی جب شباہت بیگم جانے کیا سوچ سوچ کر مسکراتے مسکراتے یکدم اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔

"میر! میر۔۔ اسے مجھے دیں، میرے شایان کو"

بھاگے بھاگے میر صاحب لائونج میں آئے تھے اور اب شدید حیرت کا شکار ہوئے شباہت بیگم کے چہرے پر مامتا کا نور دیکھ رہے تھے۔۔۔

شایان کو انہیں دے کر انہوں نے فلک کو دیکھا تھا۔۔
اس کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ تھی کہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی

شرما گئے۔۔

اور اپنے شرمانے پر شرمندہ ہوتے واپس باہر نکل گئے۔۔

"یا خدا! یہ کتنا پیارا ہے۔۔۔ اس کے ہاتھ تو دیکھو۔۔

نانا نہیں روتے میرا بیٹا

دادی ہوں میں آپ کی۔۔۔

ہاں شاباش چپ۔۔۔ یہ لو۔۔"

فلک کو بلکل فراموش کیئے وہ شایان میں گم ہو گئی تھیں۔۔

فلک کو ان کا یہ سب بہت اچھا لگ رہا تھا۔۔۔

اپنا بریسلٹ روتے بسورتے شایان کو تھما کر انہوں نے پھر اسے

چٹا چٹ چوما تھا۔۔۔

"یہ ہو بہو چراغ جیسا ہے"

بالآخر انہیں فلک کا خیال آ ہی گیا تھا جو سر اٹھا کر اسے دیکھتے
ہوئے بولی تھیں۔۔۔

"چراغ؟"

فلک کے الجھنے پر وہ خود بھی الجھ گئی تھیں پھر سمجھ کر پیشانی کو
ہاتھ سے چھوا۔۔۔

"چراغ! چاند! دراصل چاند آفندی بہت عجیب لگتا ہے سننے میں
سوشو بزم میں اسے میں نے چراغ آفندی کے نام سے متعارف

کروایا ہے۔۔
مگر تمہارے لیے وہ چاند ہی ہے۔۔"

ان کے شوخی سے کہنے پر بھی اس کے ویران پڑتے چہرے پر
کوئی رونق نہیں آئی تھی۔۔

"نہیں۔۔۔ وہ بس اب چراغ ہی ہے۔۔۔ میرا چاند کہیں کھو گیا
ہے۔۔"

پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ہوئے اس نے نظریں شایان
پر ٹکادی تھیں۔۔۔

بہل جانے والے پوتے کی پیشانی چومتے ہوئے شباہت بیگم نے

شرمندگی سے کہا تھا۔۔

"سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔"

میں نے اسے سب سے دور کر کے صرف اپنا بنانا چاہا تھا۔۔ مگر مجھے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنا سب کچھ کر دے گا۔۔۔"

"اتنا سب کچھ کر دے گا؟"

ان کی بات درمیان میں کاٹتی وہ خود پر کنٹرول کھو کر چیخی تھی

۔۔۔

شباہت بیگم تو دنگ رہ ہی گئی تھیں عائشہ بیگم اور میر صاحب بھی بھاگے آئے تھے۔۔۔

"اتنا سب کچھ کی تعریف کریں گی آپ؟؟
کھل کر بتائیں گی اتنا سب کچھ کتنا سب کچھ؟

اس نے میرے کردار پر وار کیا تھا آئی۔۔۔

میرا کردار داغدار کیا اس نے سب کے سامنے۔۔۔

مجھے میرے کردار پر ہی سب سے بڑھ کر غرور تھا۔۔

اس نے میرا غرور مجھ سے چھین لیا۔۔۔

میں نہیں بھول سکتی وہ وقت جب میں نے ان سب کی آنکھوں
میں بھی اپنے لیے شک دیکھا تھا جن کے سامنے میری زندگی کا
ایک ایک لمحہ گزرا تھا۔۔۔

میں نے لوگوں کی ایسی ایسی باتیں سنی ہیں کہ خود کشی کا سوچنے
لگی تھی میں۔۔

لوگ کہتے تھے۔۔ بلکہ اب بھی کہتے ہیں کہ شوہر نے ہی ایسے

الزام لگائے ہیں کوئی تو بات ہوگی۔۔۔

سمیعہ چاچی کو تو رہنے دیں۔۔۔ میرے اپنے سگے چاچو نے مجھ
سے ایسے ایسے سوالات پوچھے تھے۔۔
میں سوچنے بیٹھوں تو حیرت ہی ختم نہیں ہوتی کہ اس سب کے
بعد بھی زندہ کیسے ہوں میں۔۔۔
اور یہ !!!

اس نے رخ میر صاحب کی طرف موڑا تھا۔۔

"یہ سوائے تماشا دیکھنے کے کچھ نہیں کرتے۔۔۔۔ ان کا بھی
ہاتھ ہے میری بربادی میں۔۔ دادی کا بھی ہاتھ ہے۔۔۔ سب
سے بڑا قصور وار میرا اپنا دل ہے۔۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیا
کروں پلیز چلیں جائیں آپ لوگ یہاں سے میں کچھ کر بیٹھوں
گی پلیز جائیں۔۔۔"

اور اسے دیں مجھے۔۔۔"

شایان کو جھپٹ کر شباہت بیگم سے لیا تھا اس نے۔۔

"اسے گند کہا تھا اس نے۔۔ گند کو ہاتھ مت لگائیں آپ گندی ہو جائیں۔۔ مت پیار کیا کرے کوئی بھی اسے یہ گندا ہے۔۔ پتہ نہیں کس کا گند ہے۔۔۔"

آنسو پیتی سہارا دیتی عائشہ بیگم کے ہاتھ جھٹک کے وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔۔

اور پیچھے ایک بو جھل سی خاموشی چھوڑ گئی تھی۔۔

شباہت بیگم نان اسٹاپ کئی گھنٹوں سے شایان کے ساتھ گزرے
چندپل اس کے گوش گزار کر رہی تھیں۔۔۔

اور وہ بھی نم آنکھوں کے ساتھ سب سنتا رہا مسکراتا رہا۔۔
لیکن اس کی مسکراہٹ کربناک تھی۔۔

اگر جو میر صاحب پہلے ہی اسے فلک کی کہی باتیں نہ بتا دیتے تو
عین ممکن تھا وہ بھی بہت دلچسپی لیتا۔۔۔

شایان کی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی ان سے پوچھتا۔۔
لیکن اس وقت اس کا دل بہت بھاری ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

کندھے پر گال ٹکائے بیٹے کا درد محسوس کرتے میر صاحب نے
چہرہ شباہت بیگم کی طرف گھمایا تھا اور انہیں آنکھوں ہی آنکھوں
میں خاموش ہو جانے کی تلقین کی تھی۔۔

حوصلہ دینے کے لیے کچھ کہنا چاہا تھا جب سامنے ہی شیشے کی ٹیبل پر رکھا ان کا فون گنگنا نے لگا تھا۔۔۔

وہ زرا جھکے تھے اور فلک کا نام پڑھ کر چونک اٹھے تھے۔۔۔
فون اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا لیکن اس سے پہلے ہی چاند فون اٹھا چکا تھا۔۔۔

اٹھ کر ان سے کچھ دور جاتے ہوئے اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ کال ریسپو کی تھی۔۔

"اسلام علیکم تایا ابو!!!"

فلک کی دھیمی سی آواز نے کانوں میں رس گھولا تھا۔۔۔

آنکھیں کچھ دیر کو بند کرنے کے بعد اس نے کھولی تھیں جبکہ
دوسری طرف فلک کچھ ناکہے جانے پر شر مندہ سی ہو گئی تھی

اس دن کو گزرے دو دن ہو چکے تھے۔۔ اور ان گزشتہ دو دنوں
میں وہ کس قدر شر مندہ ہوتی رہی تھی اپنے رویے پر۔۔۔
لیکن اس کا بھی کوئی قصور نہیں تھا۔۔ وہ اپنے آپ میں چاند
سے جتنی بھی باتیں کر لے۔۔۔

کوئی اور جب اس کا ذکر کرتا تھا وہ یونہی جزباتی ہو جاتی تھی

شر مندہ سی آواز میں پھر بولی تھی۔۔

"سوری تایا ابو! مجھے پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا۔۔۔ اتنی بد تمیزی کی
میں نے۔۔ آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں؟
تایا ابو؟؟

آپ سن رہے ہیں؟؟؟"

پیچھے ہی کھڑے میر صاحب نے خاموشی سے اس سے فون لیا تھا
اور رخ موڑ کر فلک کو جواب دینے لگے تھے۔۔۔

جو ہمت وہ سال بھر میں نہیں کر پایا تھا وہ فلک کی آواز سن کر پل
بھر میں کر لی تھی۔۔۔۔

صوفے سے اپنا کوٹ اٹھا کر وہ تیزی سے لائونج سے نکلتا چلا گیا

تھا۔۔۔۔

حیرت بھری نظروں سے میر صاحب اور شباہت بیگم نے پہلے
اسے پھر ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔۔۔

"اے آرہی ہوں۔۔۔ دروازہ توڑو گے کیا؟"

دستک ایسے دی جا رہی تھی جیسے دستک دینے والے کے پیچھے
ملک الموت لگا ہو۔۔۔

دوپٹہ درست کر کے انہوں نے دروازہ کھولا تھا پھر اچھل کر پیچھے

ہوئی تھیں۔۔۔

ہوا کے گھوڑے پر سوار چاند سیدھا سامنے لائونج میں گیا تھا وہاں
بیٹھی کو شک کو حق دق چھوڑ کر وہ جس کمرے میں گھسا تھا وہ
عمیر صاحب اور عائشہ بیگم کا لگتا تھا۔۔۔

اب کہ اس نے اب جس کمرے کا دروازہ کھولا تھا وہیں وہ موجود
تھی غالباً نہا کر نکلی تھی۔۔۔ اور اب اپنے نم بالوں کو تولیے سے
رگڑ رہی تھی۔۔۔

بے یقین نظروں سے اس نے پہلے جگر جگر کرتی آنکھوں کے
ساتھ اپنی طرف بڑھتے چاند کو دیکھا تھا اور پھر پیچھے کھڑی عائشہ
بیگم کو۔۔۔

جو خود بھی پریشان سی لگ رہی تھیں۔۔۔

کوشک بھی تماشہ دیکھنے چلی آئی تھی۔۔۔۔

زرا جو غصہ اس کے چہرے پر نظر آیا ہو۔۔ وہ یوں ایکساٹڈ لگ رہی تھی جیسے کسی فلم کا کوئی دلچسپ سین دیکھ رہی ہو۔۔

پل بھر میں اس کی سیاہ آنکھیں بھر آئی تھیں۔۔۔

آنسو حلق میں اتارتی وہ پیچھے کو ہوئی تھی لیکن ڈریسنگ ٹیبل سے ٹکرا کر رہ گئی تھی۔۔۔

دوسری طرف چاند اس کے قریب پہنچتے پہنچتے رک گیا تھا۔۔۔
گردن موڑ کر بیڈ پر اپنے ننھے سے بستر میں سوتے شایان کو محبت سے لبریز نظروں سے دیکھا تھا پھر تیزی سے اس کی طرف بڑھا تھا۔۔

پر سکون سانس خارج کرتی فلک کمرے کے دروازے کی طرف
بڑھی تھی جب چاند نے شایان کو گود میں اٹھا کر اس کا بازو بھی
تھام لیا تھا اور اپنے قدم داخلی دروازے کی طرف بڑھا دیئے
تھے۔۔۔۔

"چاند مجھے چھوڑو۔۔۔۔ چھوڑو سمجھ نہیں آرہا تمہیں؟
امی کچھ کریں پلیز۔۔۔۔ امی!!"

بازو چھڑوانے کی کوشش کرتی وہ مسلسل چلا رہی تھی۔۔۔

"امی ابو کو کال کریں پلیز۔۔۔۔ مجھے کہیں نہیں جانا آپ روکیں
اسے۔۔۔۔

امی سمجھائیں اسے۔۔۔۔۔ چاند ہاتھ چھوڑو میرا!!!!!! صرف ایک
بات سن لو۔۔۔ صرف ایک بات!!"

چاند پر کوئی اثر نہ ہوتے دیکھ کر وہ پوری قوت سے چیخی تھی۔۔
وہ لوگ دروازے کے سامنے پہنچ چکے تھے۔۔۔۔۔

"کیا بات؟"

چاند رک گیا تھا لیکن اسے چھوڑا نہیں تھا۔۔۔۔۔

"تم شایان کے لیے یہ سب کر رہے ہو تو سنو! میں تمہیں نہیں
روکوں گی۔۔۔ لے جاؤ اسے۔۔۔ میں نہیں لڑوں گی تم سے
اس کے لیے۔۔۔۔۔"

بے یقین نظروں سے اسے دیکھتے چاند کو خود سے سخت نفرت ہو
رہی تھی۔۔۔۔

فلک اس سے اتنی نفرت کرنے لگی تھی کہ اپنی اولاد سے دور
ہونے کو بھی تیار تھی۔۔۔

"لیکن میں تم سے تمہارے لیے لڑوں گا!"

گرفت کچھ نرم کرتے ہوئے وہ مدھم آواز میں بولا تھا۔۔۔۔

پیچھے واویلا کرتی عائشہ بیگم کی پر وہ کیئے بغیر اس نے فلک کو گاڑی
میں بٹھایا شایان کو اس کی گود ڈالا پھر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی ہی
تھی کہ دوڑی دوڑی کوشک چلی آئی۔۔۔

اس کے ہاتھ میں شایان کے سامان سے بھرا ہوا بیگ تھا جسے
مسکرا کر شکریہ کے ساتھ چاند نے لے لیا تھا۔۔۔

فلک بالکل دروازے سے لگ کر بیٹھی تھی۔۔۔
لب یوں بھیچ لیئے تھے جیسے اب کبھی نہیں کھلیں گے۔۔۔

وہ اسے لے جاسکتا تھا۔۔۔
ہمیشہ کے لیئے قید نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

جبکہ اس کی اپنی مرضی بھی نہیں تھی۔۔۔!

دور جاتی گاڑی کو دیکھتی کو شک تب تک دیکھتی رہی جب تک
عائشہ بیگم کا زوردار تھپڑ اس کی کمر پر نہیں پڑ گیا تھا۔۔۔

گڑ بڑا کر وہ اندر بھاگی تھی اور عائشہ بیگم اس کے پیچھے۔۔۔

"تو ادھر آ۔۔۔ ہاتھ لگ جا ایک بار میرے۔۔۔"

بہن کے آنسو نظر نہیں آرہے تھے۔۔۔ بڑی سگی بن رہی تھی
اس "دو نمبر اداکار" کی۔۔۔"

وہ لوگ کسی ہوٹل میں آئے تھے۔۔۔

کونسا ہوٹل تھا کہاں تھا اس پر فلک نے دھیان دینا بالکل ضروری
نہیں سمجھا تھا۔۔۔

چاند کا چہرہ پورے چاند کی طرح روشن تھا۔۔۔

اور فلک !!

اس کا گندمی چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ آنسو نکلنے کو بیقرار تھے۔۔۔
یوں لگتا تھا کسی بھی وقت پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے گی۔۔۔۔۔
کچھ نہ بولنے کی اس نے جیسے قسم کھائی ہوئی تھی۔۔۔۔

سینے پر ہاتھ باندھے وہ کچھ لمحوں تک اسے دیکھتا رہا تھا جو صوفے
پر کسی بت کی طرح بیٹھی تھی۔۔۔۔
جس کے وجود میں نہ کوئی جنبش ہو رہی تھی اور نہ ہی آثار نظر
آتے تھے۔۔۔۔

اس کے سامنے آکر وہ رکوع کے انداز میں جھکا تھا۔۔۔۔

ہاتھ گھٹنوں پر ٹکائے اس نے اپنا چہرہ فلک کے چہرے کے بلکل
قریب کر دیا تھا لیکن مجال ہے جو فلک کے چہرے پر کوئی تاثر
ابھرا ہو۔۔

"میں نے تمہیں کڈنیپ کر لیا ہے۔۔۔ وہ بھی دن دھاڑے!
تمہارے گھر والوں کے سامنے سے اٹھالایا میں تمہیں۔۔۔
اور کوئی کچھ نہیں کر سکا!

ویسے میں اس دنیا کا پہلا شوہر ہوں گا جس نے اپنی بیوی کو
کڈنیپ کیا ہے۔۔۔ نہیں؟"

انداز شوخی سے پر تھا لیکن آنکھوں میں بے پناہ محبت کے ساتھ
ندامت بھی بہت واضح تھی۔۔۔

فلک اب بھی سپاٹ نظروں سے اسے تکتی رہی تھی۔۔۔

"میرے ڈرامے کی جھلکیاں دیکھی ہیں تم نے؟
کیسا لگا؟

اس حسینہ مہ جبینہ کے ساتھ دیکھ کے جل تو نہیں گئی تھیں؟"

دوسری طرف سے کوئی جواب نہ پا کر وہ خفت زدہ سا سوچ رہا تھا
کہ اب اسے کیا کہنا چاہیے۔۔۔

"اب مجھے معافی مانگ لینی چاہیے۔۔۔ ہاں اب بھی نہیں تو کب
۔۔۔"

دل میں ارادہ کیئے اس نے پوزیشن بدلے بغیر شرمسار لہجے میں

کہا تھا۔۔۔

"سوری!"

اور یہاں فلک کی برداشت جواب دے گئی تھی۔۔۔
اتناسب کرنے کے بعد وہ کیا کہ رہا تھا؟

سوری!

ایک سوری اس کا اپنی ذات پہ اعتماد بحال کر سکتی تھی؟
اس کا کرچیوں میں بٹادل جوڑ سکتی؟

کیا لوگوں کے ذہنوں میں اس کے کردار کے حوالے سے اٹھتے
سوالات کے جوابات دے سکتی تھی؟

نہیں!!!

فلک کا ہاتھ میکانیکی انداز میں اٹھاتا تھا اور چاند کے گال پر جا پڑا تھا

تھپڑ میں کوئی جان نہیں تھی۔۔

لرزتے ہاتھ نے صرف چاند کے چہرے کو زرا سا ہلایا تھا۔۔۔
لیکن یہ اس کے دل میں اٹھتی تکلیف کا ثبوت دینے کے لیے کافی
تھا۔۔۔۔

فلک نے اپنے چاند پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔
یہ کوئی چھوٹی بات نہیں تھی۔۔

چاند کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔

وہ اس سے زیادہ کے لیے خود کو تیار کر کے آیا تھا۔۔
لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس جیسا شخص اس سے زیادہ برداشت

بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔

خاموشی سے سیدھا ہوتے ہوئے اس نے فلک کو بیڈ پر جا کر
شایان کے ساتھ لیٹتے دیکھا تھا۔۔۔

کچھ دیر تک وہ کمبل میں چھپے اس کے وجود کو دیکھتا رہا پھر آگے
بڑھ کر اسے پکارا تھا۔۔۔

"فلک ! فلک ؟ اٹھو۔۔۔ سو گئی ہو ؟"

اور پتہ نہیں وہ سوئی ہی تھی یا شدید ذہنی افیت سے دو چار ہوتی
بیہوش ہی ہو گئی تھی۔۔۔

اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔
انداز بھی بے سدھ تھا!

ٹھنڈی سانس بھر کر وہ صوفے پر جا کر گر گیا تھا۔۔

پتہ نہیں ابھی اور کتنا سفر باقی تھا۔۔۔۔

"دل تو کر رہا ہے میرا منہ توڑ دوں میں اس کا !!!"

"بس منہ توڑنے کی ہی کسر رہ گئی ہے۔۔۔ باقی تو میرا تکہ بوٹی
کر ہی دیا ہے آپ بے۔۔۔"

منہ بسور کر ماں کو جواب دیتی وہ فوراً مہک کے پچھے ہوئے تھی

عائشہ بیگم کا پھینکا گیا کشن بیچاری مہک کے منہ پر آ لگا تھا۔۔
وہ ناک رگڑ کے رہ گئی۔۔

"پتہ نہیں کہاں لے گیا ہے میری بچی کو۔۔"

پریشانی سے کہتے ہوئے انہوں نے اٹھ کر ٹہلنا شروع کر دیا تھا

--

دونوں بہنوں نے آنکھوں آنکھوں میں کچھ اشارے کیئے تھے
ایک دوسرے کو۔۔

"امی آپ تایا ابو سے پوچھیں۔۔۔ شاید انہیں معلوم ہو۔۔"

"پوچھا تھا۔۔۔ نہ انہیں معلوم ہے نہ اس پلاسٹک کی عورت کو
!

کہ رہے ہیں تین دن پہلے وہ یہاں کا کہ کر نکلا تھا۔۔
کہاں ہے یہ کسی کو نہیں پتہ۔۔۔"

بیزاری سے کہتی وہ "پلاسٹک کی عورت" پر ان دونوں کے
چہروں پر پھیلتی مسکراہٹ دیکھ نہیں سکی تھیں۔۔۔

"امی!! سچ کہوں تو مجھے بھی کچھ ایسا برا نہیں لگ رہا!!!"

عائشہ بیگم کے غضبناک ہو کر دیکھنے پر مہک سٹپٹا کر بولتے بولتے
رکی تھی لیکن پھر جی کڑا کر کے مزید گویا ہوئی۔۔۔۔

"ٹھیک ہے جو چاند نے کیا وہ بہت برا تھا۔۔۔ میں ہوتی فلک کی
جگہ تو اسے دیکھتے کے ساتھ ہی قتل کر دیتی لیکن وہ فلک ہے
۔۔۔ جو اس سے بہت محبت بھی کرتی ہے۔۔۔۔ وہ چپ چاپ
گاڑی میں بیٹھ گئی تھی کیونکہ شاید وہ خود بھی اسے مہم دینا چاہتی
تھی صفائی کا۔۔۔

اور پھر اس کی حالت آپ کے سامنے ہے۔۔۔۔
کیسے خود سے بے نیاز ہو گئی ہے وہ۔۔۔

اگر مزید ایک دو سال وہ خود سے ہو نہی بیزار رہی تو ہماری بہن
نہیں آپ کی بہن لگنے لگے گی!
اگر وہ کوئی خوش مطمئن ہوتی تو احتجاج بنتا بھی تھا۔۔۔

مگر!!!"

خاموش ہو کر اس نے کوشک کو دیکھا تھا جو داد دیتی نظروں سے
اسے دیکھ رہی تھی۔۔

یک ٹک اسے دیکھتی وہ پھیکا سا مسکرا اٹھی تھیں۔۔۔

"میں کسی بھی رشتے کو اچھے طریقے سے نہیں نبھاسکی۔۔۔
اپنی ہی بیٹی کے "دل کی بات" نہیں جان سکی اب تک۔۔۔
میرا خیال تھا یہ رشتہ صرف اماں کی خواہش پر جڑا تھا لیکن۔۔۔۔
تم لوگ بہنیں ہو کر اسے مجھ سے زیادہ جانتی ہو۔۔۔ اور میں
ماں ہو کر۔۔۔"

ان کی آنکھیں جھلملانے لگی تھیں۔۔۔ وہ دونوں ہی تڑپ کر ان
کے پاس آ بیٹھی تھیں۔۔۔

"آپ اس دنیا کی سب سے اچھی ماں ہیں۔۔۔ بس مارت تھوڑا
زیادہ ہیں۔۔۔

اپنے سر سے بالوں کا لٹکتا گچھ اٹھاتے ہوئے کوشک نے عجیب
ہی حوصلہ دیا تھا۔۔۔

مگر عائشہ بیگم نے برا منائے بغیر بے ساختہ ہنس کر اسے سینے سے
لگا لیا تھا۔۔۔

ایک گھنٹے سے وہ اسے اپنی محبت کا اپنے احساسات کا۔۔۔ اپنی
شرمندگی کا احساس دلا رہا تھا جو اسے بالکل نظر انداز کیے ٹی
وی میں گم نظر آنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔۔۔

"تم سوچ بھی نہیں سکتیں فلک !

میں کتنا شرمندہ ہوں اپنی اس حرکت پر۔۔۔۔ کتنا زیادہ۔۔۔
میری شرمندگی کی حد یہ تھی کہ دل کے اکسانے کے باوجود میں
تمہارا سامنا کرنے سے ڈرتا تھا۔۔۔۔

آنکھیں تمہیں دیکھنے کو ترستی تھیں۔۔۔ اپنی اولاد سے ملنے کو
تڑپتا تھا میں لیکن میری ندامت کا بوجھ بہت زیادہ تھا جو مجھے
تمہارے پس آنے سے روک لیتا تھا۔۔۔

میں اب بھی شرمندہ ہوں۔۔۔ جو چاہے سزا دے لو۔۔۔ جیسے
چاہے بدلہ لے لو۔۔۔ لیکن معاف کر دو۔۔۔ پلیز معاف کر دو"

وہ بھرپار مرد آنسوؤں سمیت روتا بہت عجیب لگ رہا تھا تب ہی
شایان بھی گردن موڑے حیرت بھری نظروں سے اسے تک رہا
تھا۔۔

ٹی وی سے نظریں ہٹا کر فلک نے اس کے بندھے ہاتھوں پر جما
دیں۔۔۔

"سچ مچ شرمندہ ہو؟"

بالآخر وہ کچھ بولی تھی۔۔۔۔ تیزی سے سر اٹھا کر چاند نے ایک
پل کو حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔ جیسے یقین کرنا چاہا ہو یہ واقعی
اس نے کہا تھا پھر جلدی سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔

"تو پھر مجھے میرے گھر چھوڑ آؤ۔۔۔ اس طرح تم مجھے اور
تکلیف دے رہے ہو۔۔۔ مجھے ضد دلار ہے ہو کہ میں تم سے
نفرت کروں۔۔۔۔
مجھے کھل کر سوچنے دو۔۔
کچھ وقت دو۔۔

اس طرح جزباتی ہو کر ساری زندگی کے فیصلے نہیں ہوتے چاند
"!!!"

"نہیں! تم جائو گی تو مجھے پتہ ہے کبھی واپس نہیں آنا چاہو گی!"

"تو تمہیں اندازہ ہے کہ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی
۔۔۔

اتہڑی ہی بڑی بہتان لگائی ہے تم نے مجھ پہ۔۔۔۔۔"

فلک کے خود اذیتی سے ہنس کر کہنے پر وہ چپ کا چپ رہ گیا تھا

۔۔۔۔۔

پھر بہت دیر بعد سر اثبات میں ہلا کر نظریں جھکا دی تھیں۔۔۔۔۔

"یعنی تمہیں میری محبت کا اندازہ نہیں ہے؟"

وہ پھر سے مسکرائی تھی۔۔ وہی تکلیف دہ مسکراہٹ!

"تو تم مجھے معاف کر دو گی؟"

وہ بے ساختہ سراٹھا کر بولا تھا۔۔۔۔۔

"شائد کے ہاں۔۔۔ یا ہو سکتا ہے نہیں۔۔۔۔۔ اس کے لیے مجھے خود سے پوچھنا ہو گا۔۔۔"

اپنے دل سے بہت وقت گزر گیا میں نے رابطہ نہیں کیا۔۔ میں دل سے پوچھوں گی کیا اب اس میں تمہاری جگہ ہے؟ تمہیں معاف کرنے کا حوصلہ ہے؟"

"مجھے کچھ وقت دو چاند! خدا کے لیے میرے جزبات بھی سمجھو۔۔۔۔۔ سب صرف اپنی خوشی اپنے جزبات کے لیے نہیں کیا جاتا۔۔۔۔۔ دوسروں کا بھی کچھ احساس کرتے ہیں۔۔۔۔۔ کچھ وقت کے لیے تم مجھ سے محبت نہ کرو۔۔۔ میرا احساس کرو! مجھ سے ہمدردی کرو۔۔۔۔۔ مجھ پر ترس کھائو۔۔۔۔۔"

آنسوؤں کی وجہ سے اس کی آواز بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔

سرہاتھوں میں گرائے اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں اور اس وقت چاند کو اس پر سچ مچ ترس آنے لگا تھا۔۔۔

سرخ بھیگی آنکھوں کے ساتھ فلک کے ہچکیاں لیتے وجود کو خود میں چھپاتا وہ اس بار صرف اس کے لیے سوچنا چاہتا تھا۔۔۔

"اب وہی ہو گا۔۔۔ جو فلک چاہے!"

گاڑی سے اترتے ہوئے اس نے سوالیا نظریں چاند کی طرف اٹھائی تھیں جو کچھ پل خاموش نظروں سے اسے دیکھتا رہا پھر

باری باری شایان اور اس کی پیشانی چومتا اس کی کلائی چھوڑ چکا
تھی۔۔۔

"فلک میرے بارے میں سوچنا ضرور۔۔۔"

گاڑی سے اتر کر وہ پلٹی تھی۔۔۔

"میں خود کو مجبور نہیں کروں گی۔۔۔ لیکن اگر تمہارا خیال خود
ہی چلا آیا تو اسے جھٹکوں گی بھی نہیں۔۔۔۔۔"

ڈھیلے ڈھالے انداز میں سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا وہ
اسے گھر کے دروازے پر دستک دیتے دیکھتا رہا تھا۔۔۔

دروازہ کھل چکا تھا۔۔۔ اسے اندر داخل ہوئے بھی بہت وقت گزر گیا تھا لیکن چاند کی نظریں دروازے پر ہی جمی رہی تھیں۔۔۔

بہت دیر بعد جب گہری سانس بھری تو ساتھ ہی ایک جھر جھری سی بھی آئی تھی۔۔۔

سبز آنکھوں میں رکے آنسو قطار سے نکل پڑے تھے۔۔۔

"پلیز میرے بارے میں سوچنا فلک! اور پلیز واپس لوٹ آنا

۔۔۔۔

دور ہی تھے تو ٹھیک تھا۔۔۔ اب تمہیں پھر سے پا کر جو دور کیا ہے تو بہت مشکل ہو رہی ہے۔۔۔"

گھٹنوں پر چہرہ ٹکائے وہ بغور کو شک کو دیکھ رہی تھی جو بظاہر تو
بلکل مطمئن لگ رہی تھی اور اگر وہ اس کی رگ رگ سے
واقف نہ ہوتی تو یقیناً اس کے پر سکون چہرے سے دھوکا کھا کر
اپنے آپ میں مگن ہو جاتی لیکن وہ اس کے پر سکون چہرے کے
پیچھے چھپی تکلیف کو دیکھ سکتی تھی۔۔۔

گلا کھنکھار کر اس نے مہک کو دیکھا تھا اسی وقت مہک نے بھی
اسے دیکھا تھا۔۔۔

اس کے تاثرات بھی وہی تھے جو خود فلک کے تھے۔۔۔

"تو! تمہیں واقعی کوئی افسوس نہیں وقاص کے لیے انکار کرنے
کا؟"

"نہیں نہیں نہیں۔۔۔ کتنی بار کہا ہے نہیں۔۔۔ لکھ کر دوں کیا اب؟"

تپ کر کہتی وہ کمرے سے باہر جانے کے لیے قدم بڑھا چکی تھی جب مہک نے آگے بڑھ کر اسے روکا تھا اور پکڑ کر فلک کے پہلو میں بٹھا دیا تھا اور خود دوسری طرف بیٹھ گئی تھی تاکہ وہ بھاگ نہ سکے۔۔۔

اس افتاد پر فطرتاں وہ دونوں کو گھور کے رہ گئی تھی۔۔

"عاشر موموں کافی خوش لگ رہے تھے۔۔۔ دانیہ مامی کو اگنور کر دو تو یہ واقعی خوشی کی بات تھی۔۔۔ وقاص بہت اچھا لڑکا ہے ہنسنے ہنسانے والا۔۔۔۔۔"

بظاہر اس میں کوئی خرابی نہیں ہے ایک دانیہ مامی کی وجہ سے انکار کر کے تم نے ٹھیک نہیں کیا۔۔"

فلک کے نرمی سے سمجھانے پر کوشش نے تعجب سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

اس کی نظروں میں کچھ تھا کہ فلک خاموش ہو کر چہرہ موڑ گئی تھی۔۔۔

"یہ تم بھی جانتی ہو میں نے انکار صرف دانیہ مامی کی ناپسندیدگی کی وجہ سے نہیں کیا۔۔۔۔"

ان کے الزامات کی وجہ سے کیا۔۔

پہلے انہوں نے تمہارے حوالے سے واہیات باتیں کیں۔۔۔

چلو اس کے لیے ان کے پاس چاند بھائی کے الزامات کا حوالہ تھا

--
لیکن وہ یہ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ میں نے وقاص کو پھنسانے کی
کوشش کی۔۔۔ ادائیں دکھا دکھا کر اسے اٹریکٹ کرنے کی
کوشش کی۔۔۔

اتنی چیپ باتیں وہ میرے سامنے۔۔۔ میرے ماں باپ کے
سامنے بیٹھ کر کیسے کہہ سکتی ہیں؟
کس بات کو بنیاد بنا کر انہوں نے میرے کردار پر انگلی اٹھائی؟
صرف اس بات پر کہ وقاص نے خود میرا نام لیا تھا؟
نام وقاص نے لیا تھا۔۔۔ یہاں میرا کردار کہاں سے آجاتا ہے؟
انہیں نہیں منظور تھا تو آتی ہی نہیں۔۔۔

وہ آئیں۔۔۔ الٹی سیدھی باتیں کہیں۔۔۔ میرے، میری بہنوں کے
کردار پر کیچڑا چھالا۔۔۔ میرے ماں باپ کے منہ پر ان کی
پرورش میں نقص نکالے اور پھر رشتہ یوں مانگا جیسے کوئی احسان

کر رہی ہوں۔۔۔ میں کوئی ایسی گئی گزری نہیں ہوں۔۔

انشا اللہ میرے نصیب میں، مہک کح کے نصیب میں ان کے
وقاص سے زیادہ بہتر شخص لکھا ہوگا۔۔

آئیں بڑی پرنس چارمنگ کی امی!!

اور وہ لاڈلا وہیں تو بیٹھا تھا۔۔ کیا ایک لفظ بھی اس نے میرے
حق میں۔ کہا؟

کیا ان کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کی؟
گائے کی طرح سر جھکا کے بیٹھا رہا۔۔

میں یہ نہیں کہتی کہ وہ اپنی ماں سے بد اخلاقی کرتا۔۔۔
لیکن بات میرے کردار پر آگئی تھی وہ تب بھی چپ رہا۔۔
ایک بار تو منہ کھولتا۔۔

کچھ تو کہتا۔۔

جو انسان آج میرے کردار پر باتیں چپ کر کے سنتا رہا وہ کل

کس کیا میرا محافظ بنے گا؟
میں سب برداشت کر سکتی ہوں!
سب کچھ!

لیکن میرا کردار میرا سب کچھ ہے۔۔۔
میں اس پر ایک چھینٹا برداشت نہیں کروں گی۔۔۔"

بولتے بولتے اس کا حلق چھل گیا تھا۔۔۔
چپ ہو کر بھی وہ غصے کی زیادتی سے کانپتی رہی تھی لیکن ایسا کوئی
تاثر اس کے چہرے پر نہیں ابھرا تھا جس سے یہ ظاہر ہوتا کہ
اس کا دل ٹوٹا تھا۔۔۔

ہاں ذہنی طور پر وہ کافی ڈسٹرب لگ رہی تھی اور یہ بات دونوں
بہنوں کے لیے قابل اطمینان تھی ورنہ وہ دونوں بھی یہی سمجھی
تھیں کہ شاید اس کے دل میں وقاص کے لیے کوئی خاص جگہ

تھی۔۔۔

مہک کچن سے پانی لانے چلی گئی تھی۔۔۔۔ کیونکہ اب کوشک
نے رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔ جبکہ فلک نے اس کا سر سینے سے لگا
کر آہستہ آہستہ تھپکا تھا۔۔۔۔ خود اس کی آنکھوں سے بھی آنسو
جاری ہو چکے تھے۔۔۔

کردار کی شریف لوگوں کی زندگی میں کیا اہمیت ہوتی ہے؟
اس پر پڑنے والا ایک گندہ چھینٹا کس طرح ساری دنیا کے سامنے
آپ کو رسوا کروا دیتا ہے۔۔۔
یہ اس سے بہتر کون جان سکتا تھا۔۔۔۔

ریسٹورنٹ میں بیٹھے وہ ٹھنڈے ٹھار کولڈ ڈرنک کے گلاس سے
لطف اندوز ہوتے چاند اور فلک کے مسئلے پر ہی گفتگو کر رہے تھے
جب اچانک ہی شبابت بیگم نے ایک نے ایک ایسا سوال پوچھ لیا
جس پر ان کے چہرے پر ایک رنگ سا آکر گزر گیا تھا جبکہ وہ خود
بھی یہ سوال پوچھ کر اپنے آپ میں سمٹ گئی تھیں۔۔۔

"دوسری شادی کیوں نہیں کی آپ نے؟"

"ہمم۔۔۔۔"

لشوسے ہونٹ تھپٹھپاتے ہوئے انہیں کچھ پل لگے تھے سنبھلنے
میں۔۔۔

"میں چاند کو سوتیلی ماں کے حوالے نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ پتہ

نہیں سوتیلی ماں کا رویہ کیسا ہوتا!"

"سگی ماں نے جو کیا وہ بھی کچھ کم تو نہیں تھا۔۔"

وہ دل گرفتگی سے مسکرائیں۔۔۔

"جو بات ہو چکی اس پر پچھتانہ بیوقوفی ہے۔۔۔ اور یوں بھی اب چاند آپ سے بہت خوش ہے۔۔"

ان کا اشارہ ان کے مزاج اور لباس میں آنے والی اچھی تبدیلیوں پر تھا۔۔۔

چاند تو ڈرامے کے سوپر ہٹ جانے پر شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گیا تھا۔۔ لیکن خود شباہت بیگم اس دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر

چکی تھیں۔۔۔

"بس یہ احساس کے میں دادی بن چکی ہوں مجھے خود کو بوڑھا محسوس کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔۔

اب شایان کے سوا اور کچھ اچھا نہیں لگتا۔۔

پتہ نہیں فلک اور کتنا امتحان لے گی چاند کا۔۔۔

پانچ مہینے ہو چکے ہیں۔۔۔

میں اپنے پوتے سے ملنا چاہتی ہوں۔۔۔ اس سے کھیلنا چاہتی ہوں
لیکن فلک نے ابھی تک کوئی رابطہ ہی نہیں کیا۔۔۔"

ان کی باتوں کا رخ ایک بار پھر سے بیٹے اور بہو کی طرف ہو گیا تھا

۔۔۔

"آپ ملنا چاہتی ہیں تو وہاں چلی جائیں۔۔ کوئے روکے گا تو نہیں
آپ کو آپ کے پوتے سے ملنے!"

"ملنے میں وہ بات نہیں۔۔ کب تک وہاں اس کے پاس رہ لوں
گی میں؟

ملنے میں اور ساتھ ہونے میں فرق ہوتا ہے۔۔۔"

"ہاں۔۔۔۔۔ ملنے میں اور ساتھ ہونے میں فرق تو ہوتا ہے!
صرف ملنے سے تشنگی رہ جاتی ہے۔۔۔"

مدھم آواز میں کہتے ہوئے انہوں نے شباہت بیگم کی طرف
دیکھنے سے گریز کیا تھا جو یک ٹک ان کی طرف دیکھتی رہ گئی
تھیں۔۔۔

"ایک بے وفا سے محبت کرتے رہے آپمیر صاحب!"

"ہم نے تو بس اپنی محبت سے محبت کی تھی۔۔۔ محبت نے وفانہ
کی وہ الگ بات ہے۔۔۔"

سر جھٹک کر ہنستے ہوئے میر صاحب نے پچی ہوئی کولڈ ڈرنک
ایک ہی سانس میں حلق میں اتاری تھی۔۔۔
جیسے اب جانے کی جلدی ہو۔۔۔

نئے ڈرامے کی شوٹنگ میں مصروف وہ کافی ہفتوں سے ملک سے

باہر تھا۔۔۔

واپس آنے کے بعد اسے جو سر پر اُتر ملا تھا وہ اسے اچھلنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔ شاہت بیگم اور میر صاحب نے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔

اور دادی بھی اس فیصلے پر بہت خوشی کا اظہار کر رہی تھیں۔۔۔ ایک تو یہ کہ وہ میر صاحب کے دل میں شاہت بیگم کی محبت سے بھی واقف تھیں۔۔۔

پھر اب شاہت بیگم بالکل ہی الگ رنگ میں نظر آتی تھیں۔۔۔ وہی رنگ جو انہوں نے ان میں پچیس سال پہلے دیکھنا چاہا تھا

۔۔۔

چاند عجیب سا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

فوری طور پر اسے کچھ خاص خوشی نہیں ہوئی تھی لیکن باپ کے چہرے کا اطمینان بہت کچھ سمجھا گیا تھا۔۔۔

سواب وہ بھی ان کی خوشی میں خوش تھا۔۔۔۔

ان پانچ مہینوں میں اس نے بہت بار نے فلک سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر فلک نے سرد مہری سے یہ کہہ کر ہر بار رابطہ منقطع کر دیا تھا کہ "اس طرح وہ اس پر حاوی ہونے کی کوشش کر رہا ہے"۔۔۔

سو وہ خود پر جبر کیسے بیٹھا تھا۔۔۔

ان پانچ مہینوں میں اس نے کس طرح خود کو روک رکھا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔۔

لیکن اب ماں باپ اور دادی کے ہمت بندھانے پر وہ پھر سے شہر جاناں کا رخ کر چکا تھا۔۔۔

کھڑکی کے رنگین شیشوں سے آتی رنگ برنگی دھوپ اس کے
وجود کو بھی رنگین کر رہی تھی۔۔۔
پورے کمرے کا ماحول خوابناک سا تھا۔۔۔

لمبی سی سانس لے کر اس نے بیگ قدموں کے پاس رکھا تھا
۔۔۔ پھر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ انگوٹھا دکھاتی مہک کو دیکھا
تھا۔۔۔۔

اور اس کے پلٹ جانے پر قدم آگے بڑھائے تھے۔۔۔
اس کی موجودگی سے بالکل بے خبر فلک ہاتھ میں ڈائری پکڑے
مدھم آواز میں کچھ گنگنا رہی تھی۔۔۔۔

جود بے قدموں اس کے قریب جا کر چاند سن پایا تھا اور سن کر
سُن رہ گیا تھا۔۔

"تیری ہجرتوں کا ملال تھا۔۔
مگر اب نہیں۔۔
مجھے صرف تیرا خیال تھا۔۔
مگر اب نہیں۔۔"

یہ شعر وہ لگاتار گنگناتی رہی تھی یہاں تک کے چاند کی موجودگی
محسوس کرتی چونک کے پلٹی تھی۔۔۔

اس کے دھواں دھواں ہوتے چہرے کو دیکھتی وہ کچھ سمجھ نہیں
سکی تھی۔۔۔

"اب نہیں؟"

بہت مشکل سے چاند چند لفظوں پر مشتمل یہ سوال پوچھ پایا تھا۔۔

کہنے کو تو یہ ایک چھوٹا سا سوال تھا۔۔۔ لیکن اس چھوٹے سے سوال میں کتنے سوال پوشیدہ تھے یہ صرف وہ دونوں ہی جانتے تھے۔۔۔

"اب نہیں!!"

اسی سوال میں جواب بھی موجود تھا۔۔۔
جو نظریں چرا کر فلک نے اسے دیا تھا۔۔۔۔

کتنی ہی دیر تک چاند کچھ بول نہیں پایا تھا۔۔۔۔

آمنے سامنے کھڑے وہ دونوں رنگین شعاعوں کی ضد میں آتے
بلکل گم صم تھے۔۔۔

"ایسا مت کرو میرے ساتھ فلک!
میں تمہارے بغیر نہیں جی پاؤں گا۔"

چاند کی بھیگی آواز فلک کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔

"میں نے یہ کب کہا میں تمہارے ساتھ نہیں جا رہی؟"

فلک کے دھیرے سے ہنس کر کہنے پر اس نے ٹھٹھک کر اپنا بے
آواز آنسوؤں سے بھیگتا چہرہ اٹھایا تھا۔۔۔

"مجھے لے جانے آئے ہونہ تم؟"

فلک کے سوال پر اس نے تیزی سے چہرہ اثبات میں ہلایا تھا۔

"میں چلوں گی۔۔۔ مجھے چلنا ہی تھا۔۔۔ پہلے چلی جاتی۔۔۔ اب

چلوں یا مزید کچھ سال بعد۔۔۔!"

عورت کو گٹھنے ٹیکنے ہی پڑتے ہیں۔۔۔

معاشرے کی نوکیلی نظروں سے بچنے کے لیے مجھے تمہارا سہارا

چاہیے۔۔۔

اپنی بہنوں کے فیوچر کے لیے مجھے تمہارا نام چاہیے۔۔۔

تمہیں یقیناً میں بہت خود غرض لگ رہی ہوں گی۔۔۔

مجھے معاف کر دو۔۔۔

میں اپنے دل میں تمہارا وہ مقام ڈھونڈنے میں ناکام ہو گئی۔۔۔"

بغور فلک نے اسے دیکھا تھا جو پھیکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائے
اس کے ہاتھ میں موجود ڈائری پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔

"کیا تمہیں محبت اعتبار کے بغیر میں قبول ہوں؟"

چاند نے اپنی نظریں اٹھا کر اس کے چہرے پر جمادی تھیں۔۔
بہت پہلے کا ایک منظر ذہن کے پردے پر لہرایا تھا۔۔

"قبول ہو!"

اور مجھے پورا یقین ہے میں تمہاری محبت تمہارا اعتبار بھی حاصل
کر لوں گا۔۔ اور تمہیں پھر سے ساری دنیا کے سامنے فخر سے
سراٹھا کر چلنے کا مان بھی دوں گا۔۔۔۔"

جذب سے کہتے ہوئے چاند نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر
آہستگی سے دبایا تھا۔۔۔

"لیکن مجھے بالکل یقین نہیں ہے۔۔۔ پر میں دعا کروں گی کہ تم
ایسا کر دکھائو۔۔۔"

"اور دل سے مانگی گئی دعائیں کبھی رد نہیں ہوتیں !!!"

فلک کی سیاہ آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑ کر وہ اتنے اطمینان
سے بولا تھا کہ فلک کے لب بھی بے ساختہ مسکرا اٹھے تھے

۔۔۔۔

*

بادلوں پر سے نظریں ہٹا کر اس نے پہلو میں بیٹھے چاند اور اس کی
گود میں بخار ست تپتے چڑچڑاتے شایان کو دیکھا تھا۔۔

ایک پیاری سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر بکھری تھی۔۔

"محبت بھی کبھی ختم ہوتی ہے بھلا؟

مجھے جو اتنا رلایا ہے۔۔

اتنے آرام سے تو میں بھی معاف نہ کروں گی تمہیں میرے

چاند۔۔۔

لیکن تمہاری محبت! وہ نہ میرے دل سے کبھی نکلی تھی اور نہ

نکلے گی۔۔۔

ابھی مجھے شباهت آنٹی کے ساتھ مل کر تمہارے اٹے دماغ کو بھی
سیدھا کرنا ہے۔۔

تمہارے اندھیرے سے بھرے ذہن کو روشن کرنا ہے۔۔۔
اور اس سب کے لیے میرا بھی اظہار نہ کرنا ہی بہتر ہے۔۔
ورنہ تم مجھ پر چھاتے چلے جاؤ گے۔۔۔

اور میں اپنا اصل مقصد بھول جاؤں گی۔۔۔
میں نہیں چاہتی کہ بعد میں تم پھر کبھی جزباتی ہو کر کچھ الٹا سیدھا
کر بیٹھو۔۔۔

میں اب ہمارے رشتے میں کوئی دراڑ نہیں چاہتی۔۔۔۔
اس لیے فلحاً میرا چپ رہنا ہی بہتر ہے۔۔۔
تیری ہجرتوں کا ملال تھا مگر اب نہیں۔۔۔۔۔
دوسری لائنز سے مجھے اختلاف ہے۔۔

مجھے اب بھی تمہارا خیال ہے۔۔۔!!"

اس کی نظروں کو محسوس کر کے چاند نے چونک کر اسے دیکھا تھا

--
لیکن تب تک فلک اپنی وہ پیاری سی مسکراہٹ غائب کر چکی تھی

--

سنجیدہ سے تاثرات کے ساتھ اس نے اپنا چہرہ پھر کھڑکی کی
طرف موڑا تھا اور ایک بار پھر مسکرا اٹھی تھی۔۔

ختم شد!!!